اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

تار کا پتہ الفضل قادیان

الفضل قادیان

The ALFAZL QADIAN.

ایڈیٹر:- غلام نبی

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند ۱۰/- ۔ قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ۱۳/-

جلد ۲۱	مطابق ۳۰ جولائی سنہ ۱۹۳۳ء	یوم یکشنبہ	۶ ربیع الثانی سنہ ۱۳۵۲ھ	نمبر ۱۳

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے متعلق پالم پور سے ۲۶ جولائی کی اطلاع جو ۲۸ کو پہنچی یہ ہے ۔ کہ خدا کے فضل سے حضور کی طبیعت اچھی ہے ۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے

مقامی سکولوں کے سہ ماہی امتحانات ختم ہو چکے ہیں ۔ اور عنقریب موسمی تعطیلات ہونے والی ہیں ؛

نظارت امور عامہ فوت ہو جانے والے احمدی اصحاب کے پسماندگان کے متعلق وہ تعاونی سکیم ممبران مجلس مشاورت کے پاس بھیج رہی ہے ۔ جس پر مجلس مشاورت سنہ ۱۹۳۳ء میں قلت وقت کی وجہ سے غور نہیں ہو سکا تھا ۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے اسے چھاپ کر نمائندگان کے پاس بھیجنے کا ارشاد فرمایا تھا ۔ اپنی آراء کے ساتھ یہ سکیم زیادہ سے زیادہ ایک ماہ کے اندر نظارت میں واپس بھیجدینی چاہیئے ۔ تاکہ رپورٹ مرتب ہو کر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے حضور پیش کی جاسکے ؛

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

دُعاؤں میں قبولیت خدا تعالیٰ کی طرف سے ہی آتی ہے

(فرمودہ ۲۹ جولائی سنہ ۱۹۰۵ء)

فرمایا:- دُعاؤں میں جو رو بخدا ہو کر توجہ کی جائے ۔ تو پھر اُن میں خارق عادت اثر ہوتا ہے ۔ لیکن یہ یاد رکھنا چاہیئے ۔ کہ دعاؤں میں قبولیت خدا تعالےٰ ہی کی طرف سے آتی ہے ۔ اور دُعاؤں کے لئے بھی ایک وقت ہوتا ہے ۔ جیسے صُبح کا ایک خاص وقت ہے اس وقت میں خصوصیت ہے ۔ وُہ دُوسرے اوقات میں نہیں ۔ اسی طرح پر دُعا کے لئے بھی بعض اوقات ہوتے ہیں ۔ جبکہ ان میں قبولیت اور اثر پیدا ہوتا ہے "

(الحکم ۳۱ جولائی سنہ ۱۹۰۵ء)

تبلیغی رپورٹیں

امریکہ میں تبلیغ اسلام

۲ ماہ میں ساٹھ اصحاب داخل اسلام ہوئے

کالامازوچ میں تبلیغ

جناب صوفی مطیع الرحمٰن صاحب ایم۔ اے۔ مبلغ اسلام تحریر فرماتے ہیں:۔ کہ

خاکسار ابھی ایک لمبے تبلیغی دَورہ سے اپنے مرکز شکاگو میں واپس آیا ہے۔ ماہ اپریل کے ابتداء میں کالامازوچ شہر میں گیا۔ وہاں یونان کے ایک احمدی تھے۔ اس شہر میں دو یوم قیام کیا۔ اور ملک یونان کے چند مسلمان جو وہاں تھے۔ ان کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد کی بشارتِ عظمیٰ سنائی اور بعض اعلےٰ تعلیم یافتہ لوگوں کو اسلام کا پیغام دیا۔ ان میں سے ایک صاحب ایک مقامی روزنامہ اخبار کے ایڈیٹر ہیں۔ ان سے بہت لمبی گفتگو ہوئی۔ انہوں نے اس گفتگو کے نتیجہ میں ایک لمبا مضمون اسلام کے متعلق اپنے اخبار میں شایع کیا۔ اور اس طرح ہزاروں لوگوں تک اسلام کا پیغام پہونچانے کا موقعہ ملا۔ الحمد للہ

ایک پادری سے مناظرہ

یہاں سے میں گراونڈ ریپڈ پچ گیا۔ جہاں شام کے مسلمانوں کا ایک گروہ رہتا ہے۔ اور میں وہاں دو تین سالوں سے وقتاً فوقتاً جایا کرتا ہوں۔ اس شہر کے مسلمان عاجز سے بہت عقیدت رکھتے ہیں۔ لیکچروں کا انتظام کرتے ہیں۔ اور لوگوں سے ملاقاتیں بھی کراتے ہیں۔ اس دفعہ انہوں نے ایک پادری صاحب سے جو افریقہ میں مبلغ ہیں۔ اور رخصت پر وطن آئے ہوئے ہیں۔ مناظرہ کا انتظام کیا۔ جو دو روز ہوتا رہا۔ ایک دن تین گھنٹہ تک۔ اور دوسرے دن پانچ گھنٹہ تک۔ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے اسلام کو نمایاں فتح حاصل ہوئی۔ اس سے ان عرب مُسلمانوں میں سلسلہ حقہ احمدیہ سے بہت عقیدت پیدا ہو گئی۔ چنانچہ اس کے بعد جب تک میں وہاں رہا ہر روز جلسہ ہوتا رہا۔ رسالہ مسلم سن رائز کے پندرہ خریدار بنے۔ گیارہ دن میں آٹھ لیکچر دیئے گئے۔ عربوں نے مناظرہ کی کیفیت ایک اخبار میں شایع کرائی۔ جو درج ذیل ہے:۔

اخبار ”البیان“ امریکہ کا اقتباس

جریدہ ”البیان“ نے جو نیویارک سے عربی میں شایع ہوتا ہے اپنی ۶ مئی ۱۹۳۳ء کی اشاعت میں ”امریکہ میں اسلام“ کے عنوان کے ماتحت لکھا:۔

”معزز و محترم علامہ صوفی مطیع الرحمٰن صاحب جو ہندوستان کی جماعت احمدیہ کی طرف سے شمالی امریکہ میں دین اسلام کے مبلغ ہیں گراونڈ ریپڈ میں تشریف لائے۔ مقامی مسلمانوں نے آپ کا شاندار استقبال کیا آپ اگرچہ یہاں صرف چند دن قیام پذیر رہے۔ مگر ان دنوں میں آپ دعوت اسلامی کی نشر و اشاعت کے لئے سرگرم عمل رہے۔ آپ نے مسلمانوں اور امریکنوں کے بہت سے اجتماعات میں خطبات پڑھے۔ سننے والوں پر آپ کے وعظ و تذکیر نے نہایت گہرا اثر کیا یہ سب کچھ آپ کے تبحر علمی۔ وسعت معلومات۔ اور کثرت مطالعہ کا نتیجہ ہے اللہ تعالےٰ آپ کو اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔

ان دنوں علامہ موصوف اور ایک عیسائی امریکن مبلغ کے درمیان پانچ گھنٹے تک ایک مناظرہ بھی ہوا۔ جس میں الاستاذ صوفی مطیع الرحمٰن صاحب اپنے حجج قاہرہ اور دلائل باہرہ کے رُو سے نمایاں طور پر کامیاب رہے۔ فریق مخالف آپ کے دلائل کا قطعاً رد نہ کر سکا۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اس نوجوان بزرگ کو خدماتِ علیہ کی بیش از بیش توفیق عطا فرمائے۔“

اس شہر میں قبل ازیں دو امریکن خواتین اور ایک عرب مسلمان سلسلہ حقہ میں داخل ہو چکے ہیں۔ اس دفعہ ایک اور امریکن خاتون نے صداقتِ اسلام کا اقرار کیا۔ اور ایک عرب مسلمان نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تمام دعاوی کو مان لیا ہے۔ اکثر مسلمان ہماری اسلامی خدمات کے مداح ہیں۔ اور ہر طرح سے مدد کرتے ہیں۔

ڈی ٹرائیٹ میں کامیاب لیکچر

اس شہر میں دو ہفتہ کے قریب قیام کرنے کے بعد میں شہر ڈی ٹرائیٹ میں گیا۔ وہاں ہماری ایک مخلص جماعت ہے۔ اس شہر میں بہت کثرت سے مختلف ملکوں سے آئے ہوئے مسلمان رہتے ہیں۔ یہاں مخالفت کا زور ہے۔ میں نے یہاں چار ہفتے قیام کیا۔ اور ہر روز بوقت شب جلسہ کر کے مختلف مضامین پر لیکچر دیتا رہا۔ یہ جلسے مختلف لوگوں کے گھروں میں ہوتے رہے۔ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے لیکچروں کا بہت اچھا اثر ہوا۔ ۱۵ کس نئے داخلِ اسلام ہوئے۔ اور اپنی جماعت میں بھی نئی زندگی۔ ولولہ و جوش پیدا ہو گیا۔ علاوہ ازیں عربوں۔ گورے۔ اور ہر قسم کے لوگوں میں شبانہ روز تبلیغ ہوتی رہی۔ الحمد للہ

مینز فیلڈ میں تبلیغ

پھر میں مینز فیلڈ نامی شہر میں گیا۔ وہاں البانیا کے چند مسلمان رہتے ہیں۔ ان سے رسالہ مسلم سن رائز کے ذریعہ واقفیت ہوئی تھی۔ ایک صاحب جو اعلےٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ اور ایک کتاب کے مصنف بھی ہیں۔ انہوں نے ۸ خریدار سن رائز کے دیئے۔ البانیا کے مسلمانوں کو احمدیت کا پیغام پہونچایا۔ ختم نبوت پر ایک مفصل تقریر کی۔ سب ہماری خدمات کے مداح ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام نہایت ادب سے لیتے ہیں۔ انفرادی طور پر بھی بعض لوگوں کو تبلیغ کی گئی۔ اور اخبارات کے نمائندوں سے ملاقات کی۔ چنانچہ وہاں کے اخبار میں بھی ایک عمدہ مضمون شایع ہوا۔

انڈیاناپولس میں چار نو مسلم

اس کے بعد میں انڈیاناپولس گیا۔ جہاں احمدی دوستوں کی ایک مخلص جماعت ہے۔ وہاں ایک ہفتہ قیام رہا۔ اور پانچ پبلک لیکچر دیئے اور انفرادی طور پر بھی ہر وقت تبلیغ جاری رہی۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے ایک اور خاندان داخل اسلام ہوا۔ جس کے چار افراد ہیں۔ میاں۔ بیوی اور ۲ بچے:۔

مختلف مذاہب کے جلسہ میں تقریر

یہاں ایک ہفتہ قیام کرنے کے بعد پھر ایک جلسہ میں شمولیت کے لئے ڈی ٹرائیٹ آیا۔ اس جلسہ میں مختلف مذاہب کے نمائندوں نے تقریریں کیں۔ میں نے اسلام پر لیکچر دیا۔ جس کا بہت عُمدہ اثر ہوا۔ اس کے علاوہ اور بھی دو لیکچر دیئے۔ اس دفعہ چار یوم قیام کرنے کے بعد شکاگو واپس آیا۔ محسن حقیقی کے بے انتہا احسان سے یہ سفر بہت بابرکت ثابت ہوا۔ دو ماہ میں مختلف جماعتوں میں ساٹھ اصحاب داخل اسلام ہوئے۔

احباب کی تربیت

اللہ تعالےٰ کے لطف و کرم سے خطرناک مشکلات کے باوجود سرزمین امریکہ میں احمدیت روز بروز ترقی کر رہی ہے۔ اب میرے سامنے زیادہ اہم سوال تربیت کا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے میرے ذریعہ اس وقت تک سات جماعتیں قائم کی ہیں۔ جو ہفتہ میں دو تین مرتبہ جلسے کرتی ہیں۔ نو مسلمین کو تقریروں کی مشق کراتا ہوں جس کے نہایت خوشکن نتائج مترتب ہوئے ہیں۔ نو مسلمین کو مباحثات میں ہر جگہ فتح حاصل ہوتی ہے گزشتہ ایام میں ایک نو مسلم بھائی نے نہایت کامیابی سے ایک پادری سے مناظرہ کیا۔ اور اس کا بہت ہی اچھا اثر ہوا۔

سلسلہ احمدیہ کا ذکر تاریخ مذاہب میں

گزشتہ ایام میں امریکہ میں تاریخ مذاہب پر ایک کتاب شایع ہوئی ہے۔ جس میں سلسلہ احمدیہ کی شاندار خدمات کا پُر زور الفاظ میں اعتراف کیا گیا ہے۔ الحمد للہ

مُسلم سن رائز کے متعلق

اس وقت میں احباب کی توجہ کو رسالہ مُسلم سن رائز کی طرف منعطف کرانا چاہتا ہوں۔ مالی مشکلات سے مجبور ہو کر اس کے دو دو نمبر اکٹھے شایع کر رہا ہوں۔ یہ رسالہ بہت عظیم الشان خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ اور اعلےٰ طبقہ کے لوگوں سے خراج تحسین حاصل کر رہا ہے۔ اور ان نو مسلمین کی قربانی کا نتیجہ ہے۔ جنہوں نے میرے ذریعہ اسلام قبول کیا۔ اس ملک میں اقتصادی حالات نہایت ہی نازک ہیں۔ مجھے نہایت افسوس ہے۔ کہ اس معاملہ میں ہندوستان کے احباب نے بہت کم توجہ کی ہے۔ حالانکہ احباب کی معمولی توجہ سے رسالہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہو سکتا ہے۔ میں اللہ تعالےٰ کا نام اور اسلام کا واسطہ دیتے ہوئے احباب سے اپیل کرتا ہوں۔ کہ اس رسالہ کو معمولی خیال نہ کریں اور جلد سے جلد خود بھی خریدار بنیں۔ اور دوسروں کو بھی خریداری کی تحریک فرمائیں۔ اللہ تعالےٰ انکو اجر عظیم عطا کرے گا۔

ماہ مارچ کے اخیر میں رسالہ کا ایک اور نمبر شائع ہوا تھا۔ جو ہندوستان کے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل
نمبر ۱۳ | قادیان دارالامان مورخہ ۶ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ | جلد ۲۱

جماعت احمدیہ کے مقابلہ میں غیر مبایعین کی ناکامی و نامرادی

صرف دعوٰی نہیں۔ بلکہ نتائج پیش کرو

"پیغام صلح" کا سوال

کچھ عرصہ ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے ایک ایسے شخص کو جس نے کہا تھا۔ کہ کفر و اسلام کا مسئلہ اس کے راستہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماننے میں روک ہے۔ فرمایا:۔

"آپ کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونے میں یہ چیز روک نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ ایسے لوگ بھی ہیں۔ جو احمدی کہلاتے ہیں۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منکروں کو کافر نہیں سمجھتے آپ ان میں داخل ہو جائیں"

اس کے متعلق "پیغام صلح" نے لکھا:۔

"ہم جاننا چاہتے ہیں۔ کہ میاں صاحب نے کن لوگوں کی طرف اشارہ کیا ہے۔ . . . . اگر ان کے عقیدہ کو غلط سمجھتے ہیں۔ تو پھر ایک مخلص بزرگ کو غلط عقیدہ قبول کر لینے کی تلقین کیوں کی گئی"

"الفضل" کا جواب

اس کے جواب میں ہم نے عرض کیا تھا:۔

"غیر مبایعین کو جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے کا دعوٰے تو کرتے ہیں۔ ہم منکرین مسیح موعودؑ سے بہتر سمجھتے ہیں۔ اس لئے جو شخص کسی ایسے امر کو احمدیت میں داخل ہونے کی وجہ قرار دے۔ جس کا ماننا غیر مبایعین کے لئے ضروری نہیں۔ اسے یہ کہنا۔ کہ وُہ ان میں شریک ہو جائے۔ نہ صرف جرم نہیں۔ بلکہ غیر مبایعین پر یہ ظاہر کرنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق ان کے عقائد ایسے ہیں۔ جو غیر احمدی بھی رکھتے ہیں۔ ایسے غیر احمدی جو ان میں شامل ہونے کی ضرورت ہی نہیں سمجھتے۔ بلکہ یہ دعوٰے رکھتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عقیدت میں وُہ غیر مبایعین سے بڑھے ہوئے ہیں"

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا ایک خطبہ جمعہ

"پیغام صلح" کو اتنی تو جُرأت نہیں ہوئی۔ کہ ہمارے اس مختصر سے جواب کو صحیح طور پر پیش کر کے اس پر اعتراض کرتا۔ البتہ اس نے ہمارے الفاظ کو قطع و برید کے بعد درج کر کے ہمیں وُہ خطبہ جمعہ یاد دلایا ہے جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ان غیر مبایعین کو جو ہر وقت بغض و کینہ میں جلتے رہتے۔ بدگوئی اور بدزبانی میں مصروف رہتے۔ اور ہر رنگ میں نقصان پہونچانے میں لگے رہتے ہیں۔ غیر احمدیوں۔ ہندوؤں۔ آریوں۔ اور عیسائیوں سے بھی بدترین دشمن قرار دیا تھا۔ اور دریافت کرتا ہے۔ کہ اس خطبہ کی موجودگی میں ہماری مذکورہ بالا تشریح کیونکر صحیح ہو سکتی ہے۔

"الفضل" کی تشریح صحیح ہے

حالانکہ بات بالکل صاف ہے۔ اس خطبہ میں صرف ان غیر مبایعین کا ذکر کیا گیا۔ جو دشمنی اور عداوت میں حد سے بڑھ چکے ہیں۔ اور اخلاقی لحاظ سے نہایت ہی پستی میں گرے ہوئے ہیں ہم نے اس پہلو سے ان غیر مبایعین کو تمام منکرین حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بہتر قرار نہیں دیا۔ بلکہ عقائد کے لحاظ سے بہتر کہا ہے۔ اور عقائد ہی کے لحاظ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے ان صاحب کو غیر مبایعین میں شامل ہونے کا ارشاد فرمایا تھا۔ نہ کہ ان کی سی بداخلاقی۔ اور بدتہذیبی اختیار کرنے کے لئے کہا تھا۔ اور اس میں کیا شک ہے کہ عقائد کے لحاظ سے قرب رکھنے کے باوجود ایک انسان عداوت اور بغض میں ایک ایسے شخص سے بدترین حالت میں ہو سکتا ہے جو عقائد میں اس کی نسبت بُعد رکھتا ہو۔ خود "پیغام صلح" انہی دنوں ایک طرف تو غیر احمدیوں کی حد سے بڑھی ہوئی مخالفت اور ایذا رسانیوں کا رونا رو رہا ہے۔ اور ان کی اخلاقی اور مذہبی حالت کا ماتم کر رہا ہے۔ مگر دُوسری طرف عقائد کے لحاظ سے ان غیر مسلموں کے مقابلہ میں بھی جن کے متعلق اسے اس قسم کی کوئی شکایت نہیں اپنے قریب سمجھتا ہے۔ بلکہ انہیں مسلمان ہی قرار دیتا ہے:۔

اپنے گھر کی اس مثال سے "پیغام صلح" آسانی سمجھ سکتا ہے کہ جن غیر مبایعین کے بغض و عداوت کا نقشہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطبہ میں کھینچا ہے۔ ان کے متعلق ہمارا یہ کہنا۔ کہ "غیر مبایعین کو جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے کا دعوٰے کرتے ہیں۔ ہم منکرین مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بہتر سمجھتے ہیں" کسی پہلو سے قابل اعتراض نہیں۔ اور نہ یہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے خطبہ کے خلاف ہے:۔

غیر مبایعین اور احمدیت کی ترقی

اسی سلسلہ میں "پیغام صلح" نے یہ بے بنیاد دعوٰے بھی کیا تھا۔ جو غیر مبایعین کی طرف سے عموماً پیش ہوتا رہتا ہے۔ اور جس کی لغویت بارہا ثابت کی جا چکی ہے۔ کہ "منکرین حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کافر کہنے کا عقیدہ احمدیت کی ترقی میں زبردست روک ہے۔" اس کے متعلق ہم نے نہایت سیدھا سادہ جواب دیا تھا۔

"یہ عجیب بات ہے۔ کہ جن کے آگے یہ روک حائل ہے۔ ان میں تو بکثرت لوگ شامل ہوتے رہتے ہیں لیکن جن کا راستہ بالکل صاف ہے۔ ان کی طرف کوئی رُخ بھی نہیں کرتا"

اور مطالبہ کیا تھا۔ کہ

"کیا "پیغام" اس ترقی کا کوئی ثبوت پیش کر سکتا ہے۔ جو جماعت احمدیہ کے مقابلہ میں غیر مبایعین کو حاصل ہو رہی ہے"

اب بجائے اس کے کہ "پیغام صلح" ہمارے مطالبہ کو پورا کرتا ہوا اپنے اس دعوٰے کو ثابت کرتا۔ کہ مبایعین کا "یہ عقیدہ احمدیت کی ترقی میں زبردست روک ثابت ہو رہا ہے" اور یہ دکھاتا۔ کہ غیر مبایعین کا عقیدہ احمدیت کی ترقی کا موجب بن رہا ہے۔ جس کی یہی صورت ہوسکتی تھی۔ کہ وُہ اپنے گروہ کی ترقی پیش کرتا۔ یہ جواب دیتا ہے۔ کہ

"ہم پہلے بھی عرض کر چکے ہیں۔ اور اب اس کا دوبارہ اعادہ کرتے ہیں۔ کہ صرف کثرت کوئی شے نہیں"

عجیب پوزیشن

اس جواب سے سوائے اس کے کیا ظاہر ہوتا ہے۔ کہ غیر مبایعین نے شتر مرغ کی روائتی حیثیت اختیار کر رکھی ہے۔ جب عقائد کی صحت کا سوال ہوتا ہے۔ تو کہدیتے ہیں۔ مبایعین کے عقائد احمدیت کی ترقی میں "زبردست روک" بنے ہوئے ہیں۔ لیکن جب یہ کہا جاتا ہے۔ کہ اپنے عقائد کے رُو سے تمہیں جو ترقی

حاصل ہو رہی ہے - اسے پیش کرو - تو کہدیتے ہیں - کہ "کثرت کوئی شے نہیں" اگر کثرت کوئی شے نہیں - اور جماعت کے بڑھنے کی کوئی حقیقت نہیں - تو اس کے کیا معنی - کہ مبایعین کا "عقیدہ احمدیت کی ترقی میں زبردست روک ثابت ہو رہا ہے" کیا کسی لغت میں "ترقی" کے یہ معنی ہیں - کہ تعداد میں اضافہ نہ ہو - اور روک کا یہ مطلب ہے کہ جسے روکا جائے وُہ جماعت روز بروز بڑھتی جائے - اگر نہیں - تو غیر مبایعین کو وُہ پوزیشن اختیار کرنے کی بجائے شرم و ندامت سے ڈوب مرنا چاہیئے - جو انہوں نے ہمارے مقابلہ میں اختیار کر رکھی ہے یا پھر تسلیم کر لینا چاہیئے - کہ احمدیت کی ترقی میں جماعت احمدیہ کا کوئی عقیدہ روک نہیں - بلکہ جو راہ خود انہوں نے اختیار کر رکھی ہے وُہی زبردست روک ہے ؛

غیر مبایعین کیا چاہتے ہیں

پھر اگر کثرت کوئی شے نہیں - اور نئے لوگوں کا احمدیت میں داخلہ کوئی حقیقت نہیں رکھتا - تو پھر غیر مبایعین چاہتے کیا ہیں ؟ - اور ان کی ساری جدوجہد اور شور و شر کی غرض کیا ہے ؟ کیا ان کی "تعلیمات - طریق کار - قوت عمل - ایثار" کا یہ مقصد ہے - کہ کوئی شخص ان میں شمولیت اختیار نہ کرے - اگر یہ نہیں - بلکہ وُہ چاہتے ہیں - کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اپنا شریک کار بنائیں - تو کیا وُہ اس چیز کے لئے کوشش کر رہے ہیں - جو ان کے نزدیک "کوئی شے نہیں" حقیقت یہ ہے - کہ ان کی ساری جدوجہد ساری تگ و دو - اور ساری کوشش و سعی اس بات کے لئے صرف ہو رہی ہے - کہ جس طرح بھی ممکن ہو کثرت حاصل ہو - حتیٰ کہ "پیغام صلح" اب غیرتی کی انتہا پر پہنچ کر یہ تجویز بھی پیش کر چکا ہے کہ "احمدی لڑکیاں غیر احمدی کو اپنا دینا بہر قبولیت احمدیت مقرر کیا کریں - اور اس طریق سے احمدیت کو ترقی دیں" - چونکہ کوئی تجویز کارگر ہوتی نظر نہیں آتی - اس لئے نہایت ڈھٹائی سے یہ کہدیا جاتا ہے - کہ ان کے نزدیک "کثرت کوئی شے نہیں"

سورج سے زیادہ روشن حقیقت

لیکن یہ کہکر وُہ نہ صرف اپنی ناکامی اور گمراہی کا ثبوت پیش کر رہے ہیں - بلکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت کو مشتبہ کرنے کے جرم کے بھی مرتکب ہو رہے ہیں جنہیں خدا تعالےٰ نے عظیم الشان کامیابی کی خوشخبری دیتے ہوئے فرمایا - اذا جاء نصر اللہ والفتح ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا - اگر اسلام میں گروہ در گروہ لوگوں کا داخل ہونا اسلام کی صداقت - اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کامیابی کا ثبوت ہے - اور یقیناً ہے - تو جماعت احمدیہ میں لوگوں کا کثرت داخل ہونا بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا ثبوت ہے - اور جو لوگ خدا تعالےٰ کے اس فضل سے محروم ہیں - ان کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحیح تعلیمات کے حامل ہونے کا دعوےٰ بالبداہت باطل ہے - اس سورج سے زیادہ روشن حقیقت کا انکار وُہی لوگ کر سکتے ہیں - جو عقل و فکر سے بالکل عاری ہو چکے ہیں ؛

عمل کی دُنیا میں کس چیز کی قدر ہے

"پیغام صلح" نے لکھا ہے :-

"جماعت لاہور سے مقابلہ کرنا ہے - تو تعلیمات و عقائد کی صحت اور قوت عمل کے لحاظ سے کرو - بے معنی کثرت کے بے سُرے راگ عمل کی دُنیا میں کوئی قدر و قیمت نہیں رکھتے"

مگر سوال یہ ہے - کہ "تعلیمات و عقائد کی صحت اور قوت عمل" کا پتہ لگانے کا طریق نتائج کے سوا اور کیا ہے - آج دُنیا کے تختہ پر کونسا مذہب ہے - جس کے ماننے والوں کو اس کی "تعلیمات و عقائد کی صحت" اور اپنی "قوت عمل" کا دعویٰ نہیں مگر یہ دعویٰ ہی کافی ہو سکتا ہے - تو غیر مبایعین کو ان لوگوں کے مقابلہ میں اپنے آپ کو باطل پر سمجھنے میں کیا عذر ہو سکتا ہے جو ان کی نسبت بہت زیادہ اہتمام کے ساتھ اپنی تعلیمات و عقائد کی صحت پر مصر ہیں - اور ان کی نسبت بہت زیادہ "قوت عمل" دکھا رہے ہیں - "پیغام" کو معلوم ہونا چاہیئے - عمل کی دُنیا میں بے معنی دعوے کی کوئی قدر و قیمت نہیں - بلکہ یہ دیکھا جاتا ہے - کہ ظاہری اسباب کے فقدان مشکلات و موانع کے ہجوم - تکالیف و مصائب کی کثرت کے ہوتے ہوئے جو تعلیمات و عقائد پیش کئے جا رہے ہیں - انہیں کس قدر قبولیت حاصل ہو رہی ہے - اور اسی سے اس جماعت کے "طریق کار - قوت عمل - ایثار - پاکیزگی - تقویٰ اور کام" کی اہمیت کا اندازہ ہو سکتا ہے ؛

مشکلات کی زیادتی اور جماعت احمدیہ کی کامیابی

غیر مبایعین جب یہ کہتے ہیں - کہ جماعت احمدیہ کے عقائد "احمدیت کی ترقی میں زبردست روک ہیں" تو گویا دوسرے الفاظ میں وُہ یہ اعلان کرتے ہیں - کہ ان کی نسبت جماعت احمدیہ کو بہت زیادہ مشکلات اور موانع کا سامنا ہے - اور جب وُہ جماعت احمدیہ کی ترقی کو دیکھ کر یہ کہتے ہیں - کہ "کثرت کوئی شے نہیں" تو گویا تسلیم کرتے ہیں - کہ ان کے مقابلہ میں جماعت احمدیہ کو عظیم الشان ترقی حاصل ہو رہی ہے - پس مشکلات کی کثرت اور مخالفتوں کے ہجوم کے باوجود جماعت احمدیہ کا ترقی کرنا - اور اس حالت میں اسقدر ترقی کرنا جس کا غیر مبایعین کو بھی اعتراف ہے - وُہ چیز ہے - جو تعلیمات و عقائد کی صحت اور قوت عمل کا ناقابل انکار ثبوت ہے اور یہی ثبوت بہم پہنچانے کی خواہش سے غیر مبایعین نے اپنا سارا کاروبار جاری کر رکھا ہے - لیکن ناممکن ہے - کہ ان کی یہ خواہش کبھی پوری ہو - جماعت احمدیہ کے مقابلہ میں ہمیشہ انہیں ناکامی و نامرادی کا ہی منہ دیکھنا پڑے گا ؛

گاندھی جی مولانا شوکت علی کی نظر میں

مولانا شوکت علی نے جو ایک لمبا عرصہ گاندھی جی کے دست راست بنے رہے - اور جن کی رفاقت پر گاندھی جی کو بھی بے حد ناز تھا اپنے ایک تازہ اعلان میں لکھا ہے :-

"اگر غور سے دیکھا جائے - تو ہندوستان کے دُشمنوں سے اتنا خطرہ نہیں - جتنا گاندھی جی اور انکے رفقاء سے ہے - جو زبانی صلح کے دعویدار تھے - مگر عملاً ہمیشہ صلح میں حارج ہوتے رہے" (انقلاب ۲۶ مئی)

مولانا نے یہ رائے کسی وقتی جوش کی وجہ سے نہیں - بلکہ ایک لمبے تجربہ اور گاندھی جی کے ساتھ رہ کر ان کے طریق عمل کو غور سے دیکھنے کے بعد قائم کی ہے - اب بھی ان مسلمانوں پر جو گاندھی جی کے متعلق کسی قسم کا حسن ظن رکھتے ہیں - اگر اصل حقیقت واضح نہ ہو - اور وُہ گاندھی ازم کے خلاف نہ کھڑے ہو جائیں - تو سوائے اس کے کیا کہا جا سکتا ہے کہ وُہ دیدہ دانستہ مسلمانوں کو ایک خطرناک دُشمن کی زد میں لانے کی کوشش کر رہے ہیں ؛

وفاتِ مسیح کا اقرار

۲۳ جولائی کے "زمیندار" میں نینوا سے چار میل شرق کی طرف ایک پرانی بستی کی کھدائی شروع ہونے کے ذکر میں ایک مضمون شائع کیا گیا ہے جس کا عنوان رکھا ہے "وفاتِ مسیح سے ۵۰ ہزار پہلے کے انکشافات" اس سے ظاہر ہے - کہ لکھے پڑھے مسلمانوں کے نزدیک حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات کا مسئلہ اتنا صاف اور واضح ہو چکا ہے کہ انہیں اس بارے میں کوئی شک و شبہ نہیں - اور وُہ لوگ جو ابھی تک اس خیال خام میں مبتلا ہیں - کہ حضرت مسیح علیہ السلام بجسد عنصری آسمان پر زندہ بیٹھے ہیں - اور کسی وقت دُنیا میں نازل ہونگے - وُہ کھلی جہالت میں مبتلا ہیں ؛

صدر کانگرس کا اعلان اور گاندھی جی

اگرچہ وائسرائے ہند نے حکومت کی کئی بار کی اعلان شدہ پالیسی کے لحاظ سے گاندھی جی کی درخواستِ ملاقات کو رد کیا - اور یہی شرط پیش کی - کہ کانگرس پہلے سول نافرمانی ترک کرے - اور پھر ملاقات کے لئے درخواست کی جائے - لیکن کانگرسی اخبارات نے اس کی وجہ یہ قرار دی - کہ بے جا وقار کے قائم رکھنے - اور تکبر کی نمائش کرنے کے لئے انکار کیا گیا - اب کانگرس کے صدر مسٹر انیے نے گاندھی جی کے ارشاد پر جو اعلان کیا ہے - اس سے معلوم ہوتا ہے - کہ مندرجہ بالا الزام وائسرائے ہند کی بجائے گاندھی جی پر عائد ہوتا ہے - جنہوں نے یہ سمجھتے ہوئے - کہ ملک سول نافرمانی کے لئے تیار نہیں - اسے ترک کرنے کا اقرار نہ کیا مگر اب صدر کانگرس سے ایسا اعلان کرا دیا جس کا مطلب سوائے اس کے کچھ نہیں

75

احمدیت پر اعتراضات کے جواب

حضرت مسیح کا واقعہ صلیب تاریخ کی روشنی میں

مولوی محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی کے ایک مضمون پر جرح

مولوی ابراہیم صاحب اور احمدیت کی مخالفت

مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ان معاندین میں سے ہیں جن کی تمام عمر احمدیت کی مخالفت میں گزری ہے۔ اور اب آخری عمر میں بھی کبھی کبھی "استادانہ رنگ" میں کچھ نہ کچھ لکھتے رہتے ہیں۔ جسے "علمی تحقیقات" اور "تاریخی انکشافات" قرار دیا جاتا ہے۔ ابھی تھوڑا ہی عرصہ ہوا آپ نے محمدی بیگم کی پیشگوئی کے متعلق اخبار "اہلحدیث" میں "علمی رنگ" میں خامہ فرسائی کی تھی۔ اور ناظرین "الفضل" بخوبی آگاہ ہیں کہ مولانا اللہ دتا صاحب جالندھری نے اس کے جواب میں قلم اٹھایا تھا۔ تو مولوی ابراہیم صاحب دم بخود ہو گئے۔ اور باوجود دوبارہ جھنجھوڑنے کے ابھی تک انہوں نے اس طرف رخ نہیں کیا۔

ایک تازہ مضمون

اب آپ نے "حضرت مسیح کا واقعہ صلیب تاریخ کی روشنی میں" کے عنوان سے ایک مضمون لکھا ہے۔ اور بزعم خویش تاریخ کے ایسے اسرار بے نقاب کئے ہیں۔ جن تک آج تک کسی محقق کی نظر نہ پہنچ سکی تھی۔ پھر اہلحدیث کو اس بلند پایہ مضمون کی اشاعت کے لئے موزوں نہ سمجھتے ہوئے اسے "انقلاب" (۱۷ جولائی) میں شائع کرایا ہے۔

دعوے بغیر دلیل

مولوی صاحب کا دعوے ہے۔ کہ

"قرآن شریف نے حضرت مسیح علیہ السلام کی نسبت واقعہ صلیب کو بالکل غلط اور مردود کہا ہے۔ بلکہ اس کے قائلین کو لعنتی قرار دیا ہے۔ اور مسلمانوں کا یہ اجتماعی عقیدہ ہے۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر نہیں چڑھائے گئے۔ چنانچہ قرآن مجید میں بالتصریح ہے۔ وما قتلوہ وما صلبوہ" لیکن اس بلند بانگ دعوے کی تائید میں کوئی دلیل پیش کرنے کے بجائے آپ لکھتے ہیں۔ "مذہبی طور پر مسلمانوں کے لئے قرآن مجید کے بعد کسی دیگر دلیل کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ لیکن آج ہم مذہبی طور پر نہیں۔ بلکہ تاریخی طور پر اس کی نسبت کچھ لکھنا چاہتے ہیں۔" چونکہ مولوی صاحب کے مضمون کی بنیاد کلیۃً تاریخ پر ہے۔ اس لئے اس کا جواب دیتے ہوئے ہم بھی تاریخی پہلو کو ہی مدنظر رکھیں گے۔ البتہ یہ بتا دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ قرآن کریم کی آیت کا جو حصہ پیش کیا گیا ہے۔ اس سے قطعاً یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر چڑھائے نہیں گئے۔ بلکہ یہ ہے۔ کہ یہود نے نہ تو حضرت مسیح علیہ السلام کو قتل کیا۔ اور مصلوب کیا۔ یعنے جس طرح ماقتلوہ میں قتل کے ذریعہ جان لینے کی نفی ہے۔ اسی طرح ماصلبوہ میں صلیب کے ذریعہ جان لینے کی نفی ہے۔ نہ کہ صلیب پر چڑھانے کی

مولوی صاحب کا قلق

مولوی صاحب کو اس بات کا بے حد قلق ہے۔ کہ

"عیسائیوں کے اس پروپیگنڈے کا اثر یہاں تک پڑا۔ کہ آج چودھویں صدی میں اسلام کے بعض نادان دوست اور مدعیان اصلاح نے بھی ان کے بیانات کے سامنے سپر ڈال دی۔ اور وہ قرآن شریف کی تصریح اور مسلمانوں کے اجماعی عقیدہ کے برخلاف حضرت مسیح علیہ السلام کے مصلوب ہونے کے قائل ہو گئے۔ ان مدعیان اصلاح کی نسبت بھی ہم اس وقت سوائے اس کے کچھ لکھنا نہیں چاہتے۔ کہ اگر وہ اناجیل کی اختلاف بیانیوں اور عیسائیوں کے مختلف فرقوں کے عقیدوں کا مطالعہ گہری نظر سے کرتے۔ تو عیسائیوں کے اس پروپیگنڈے سے ہرگز متاثر نہ ہوتے"

جماعت احمدیہ کا عقیدہ

"اسلام کے نادان دوست" اور "مدعیان اصلاح" سے مولوی صاحب کی مراد اگر جماعت احمدیہ ہے۔ تو انہیں معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ یا تو انہیں جماعت احمدیہ کے عقیدہ کا علم نہیں۔ یا پھر وہ صریح غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں جماعت احمدیہ نے عیسائیوں کے پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر ان کے سامنے سپر نہیں ڈالی۔ بلکہ اصل حقیقت پیش کر کے عیسائیت کی بنیادیں ہلا دی ہیں۔ ہمارا یہ عقیدہ نہیں۔ کہ حضرت مسیح صلیب پر فوت ہو گئے۔ بلکہ یہ ہے۔ کہ صلیب سے زندہ اتارے گئے۔ اور بعد میں عرصہ دراز تک زندہ رہے۔ پھر اپنی طبعی موت سے فوت ہوئے۔ اور ظاہر ہے۔ کہ اس بات کے ثابت ہو جانے پر کفارہ جس پر عیسائیت کی بنیاد ہے باطل ہو گیا۔

اناجیل میں اختلاف

بہر حال مولوی صاحب کو حضرت مسیح علیہ السلام کے صلیب پر چڑھائے جانے سے انکار ہے۔ اور بقول خود ان کے اس عقیدہ کی بنیاد تاریخی لحاظ سے اناجیل کی اختلاف بیانیوں اور عیسائیوں کے مختلف فرقوں کے عقیدوں میں اختلاف پر ہے۔ چنانچہ "واقعہ صلیب کو تاریخ کی روشنی میں" بیان کرتے ہوئے آپ نے سارا زور اناجیل کی اختلاف بیانیوں پر ہی دیا ہے۔ جن سے آپ کے خیال میں ثابت ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر چڑھائے نہیں گئے۔

آپ لکھتے ہیں۔ کہ

"واقعہ صلیب اور اس کے ضمیمہ جات کی نسبت انہی اناجیل میں کئی قسم کی اختلاف بیانیاں ہیں۔ جو ان کے بیانات کو نہایت مشکوک کر دیتی ہیں۔ مثلاً متی ۲۶/۴۸ اور مرقس ۱۴/۴۴ اور لوقا ۲۲/۴۷ میں مرقوم ہے۔ یہوداہ اسکریوطی نے حضرت مسیح کی پیشانی پر بوسہ دے کر اس کو شناخت کر دایا۔ اور اس بہانہ سے پکڑوا دیا۔ لیکن اس کے خلاف یوحنا ۱۸/۵ میں مرقوم ہے۔ کہ حضرت مسیح ؑ نے خود سپاہیوں کو بتایا۔ کہ مسیح میں ہی ہوں۔ حالانکہ یہوداہ بھی پاس ہی کھڑا تھا۔ یوحنا کی انجیل میں اس کے متعلق کوئی فعل یا قول مذکور نہیں۔ اس کے بعد حضرت مسیح کی گرفتاری کا ذکر ہے۔ اسی طرح متی ۲۷/۳۲ اور مرقس ۱۵/۲۱ اور لوقا ۲۳/۲۶ میں مسطور ہے۔ کہ سپاہیوں نے ایک دیہاتی شخص شمعون کرینی کو جو دیہات سے شہر کو آرہا تھا بیگار میں پکڑا۔ اور اس سے حضرت مسیح کی صلیب اٹھوائی۔ اور وہ اسے اٹھا کر مقام گلگتا تک جہاں وہ صلیب دیئے گئے لے گیا۔ لیکن اس کے خلاف انجیل یوحنا ۱۹/۱۷ میں مسطور ہے کہ اپنی صلیب خود حضرت مسیح ؑ نے اپنے کندھوں پر اٹھائی اسی طرح متی ۲۷/۵ میں اس روپے کی بابت جو یہوداہ اسکریوطی نے حضرت مسیح کو پکڑوانے کی رشوت میں لیا تھا۔ یہ لکھا ہے کہ واقعہ صلیب کے بعد یہوداہ پچھتایا۔ اور وہ تیس روپے سردار کاہنوں اور بزرگوں کے پاس پھر لایا۔ اور وہ روپوں کو پھینک کر چلا گیا۔ اور جا کر اپنے آپ کو پھانسی دی۔ لیکن

اس کے خلاف کتاب "رسولوں کے اعمال" میں جو مقدس لوقا کی تصنیف ہے لکھا ہے۔ کہ یہوداہ نے اس روپے سے کھیت حاصل کیا۔ اور سر کے بل گر پڑا۔ اور اس کا سر پھٹ گیا اور اس کی ساری انتڑیاں نکل پڑیں۔ (۱۸/۱) پس ایک ہی واقعہ کی تفصیل میں ایسے بڑے اختلافات کے ہوتے ہوئے ہم ان اناجیل کے بیانات کی ہرگز تصدیق نہیں کر سکتے"۔

اس تمام عبارت کا مفہوم یہ ہے۔ کہ چونکہ اس ایک ہی واقعہ کی تفاصیل میں اس قدر اختلافات ہیں۔ اس لئے ثابت ہوا۔ کہ یہ واقعہ سرے سے ہی بے بنیاد ہے۔

الٹی منطق

مولوی صاحب کو بلند پایہ منطقی اور فلسفہ دان ہونے کا دعوٰے ہے لیکن حیرت ہے۔ وہ اناجیل کے اختلافات سے ایسا نتیجہ نکال رہے ہیں۔ جو معمولی عقل و سمجھ کا انسان بھی نہیں نکال سکتا۔ یہ کہاں کی منطق ہے۔ کہ ایک واقعہ کی تفاصیل میں اختلافات کا موجود ہونا اس کے عدم پر دلالت کرتا ہے۔ عام طور پر تو یہ سمجھا جاتا ہے۔ کہ جس امر کے متعلق اس قدر متضاد بیانات موجود ہوں۔ وہ بے بنیاد نہیں ہو سکتا اور اس کی تہ میں ضرور کچھ نہ کچھ اصلیت ہوتی ہے۔ چنانچہ مشہور ہے۔ کہ تا نباشد چیزکے مردم نہ گویند چیزہا۔ لیکن مولوی ابراہیم صاحب دنیا کو بتا رہے ہیں۔ کہ جس امر کی تفاصیل میں اختلافات ہوں۔ وہ ہوتا ہی نہیں۔ اگر اس منطق کو درست تسلیم کر لیا جائے۔ تو پھر حضرت مسیح کو بھی جواب دینا پڑے گا۔ کیونکہ اسی بائیبل میں جو ان کا نسب نامہ بیان کیا گیا ہے۔ اس میں اختلافات ہے۔ ایک انجیل کچھ کہتی ہے۔ اور دوسری کچھ

بائیبل میں صلیب دیئے جانیکا ذکر

واقعۂ صلیب کی تفصیلات میں اختلاف بیانی تو مولوی صاحب کے نزدیک وقوعہ کے عدم پر دال ہے۔ لیکن بائیبل میں متعدد مقامات پر حضرت مسیحؑ کو صلیب دیئے جانے کا جو متفقہ طور پر ذکر ہے۔ اور جس میں کوئی اختلاف نہیں۔ اس کے متعلق کیا ارشاد فرمائیں گے۔ ایسے بعض حوالجات درج ذیل کئے جاتے ہیں

متی کا حوالہ

متی ۲۷/۳۵-۳۱-۴۴ میں لکھا ہے۔

"انہوں نے اسے صلیب پر چڑھایا۔ اور اس کے کپڑے قرعہ ڈال کر بانٹ لئے۔ اور وہاں بیٹھ کر اس کی نگہبانی کرنے لگے۔ اور اس کا الزام لکھ کر اس کے سر سے اوپر لگا دیا۔ کہ یہ یہودیوں کا بادشاہ ہے۔ اس وقت اس کے ساتھ دو ڈاکو صلیب پر چڑھائے گئے۔ ایک دہنے اور ایک بائیں۔ اور راہ چلنے والے سر ہلا ہلا کر اس کو لعن طعن کرتے۔ اور کہتے۔ اے مقدس کے ڈھانیوالے اور تین دن میں بنانے والے اپنے تئیں بچا۔ اگر تو خدا کا بیٹا ہے تو صلیب پر سے اتر آ"

مرقس کا حوالہ

پھر مرقس ۱۵/۲۲-۳۰ میں لکھا ہے۔

"وہ اسے مقام گلگتا پر لائے۔ جس کا ترجمہ کھوپری کی جگہ ہے۔ اور مر ملی ہوئی مے اسے دینے لگے۔ مگر اس نے نہ لی۔ اور انہوں نے اسے صلیب پر چڑھایا۔ اور اس کے کپڑے ان پر قرعہ ڈال کر۔ کہ کس کو کیا ملے۔ انہیں بانٹ لیا۔ اور پہر دن چڑھا تھا۔ جب انہوں نے اسکو صلیب پر چڑھایا۔ اور اس کا الزام لکھ کر اس کے اوپر لگا دیا گیا۔ کہ یہودیوں کا بادشاہ اور انہوں نے اس کے ساتھ دو ڈاکو ایک اسکی دہنی اور ایک اس کی بائیں طرف صلیب پر چڑھائے۔ اور راہ چلنے والے سر ہلا ہلا کر اس پر لعن طعن کرتے۔ اور کہتے کہ واہ! مقدس کے ڈھانے والے اور تین دن میں بنانے والے صلیب پر سے اتر کر اپنے تئیں بچا۔"

لوقا کا حوالہ

لوقا ۲۳/۳۳-۳۸ میں لکھا ہے۔

"جب وہ اس جگہ پر پہنچے۔ جسے کھوپری کہتے ہیں۔ تو وہاں اسے صلیب دی۔ اور بدکاروں کو بھی۔ ایک کو دہنی اور دوسرے کو بائیں طرف یسوع نے کہا۔ اے باپ ان کو معاف کر۔ کیونکہ یہ جانتے نہیں۔ کہ کیا کرتے ہیں۔ اور انہوں نے اس کے کپڑوں کے حصے کئے۔ اور ان پر قرعہ ڈالا۔ اور لوگ کھڑے دیکھ رہے تھے۔ اور سردار بھی ٹھٹھے مار مار کر کہتے تھے۔ کہ اس نے اوروں کو بچایا۔ اگر یہ خدا کا مسیح اور اسکا برگزیدہ ہے۔ تو اپنے آپ کو بچائے۔ سپاہیوں نے بھی پاس آ کر اور سرکہ پیش کر کے اس پر ٹھٹھا مارا۔ اور کہا۔ کہ اگر تو یہودیوں کا بادشاہ ہے۔ تو اپنے آپ کو بچا۔ اور ایک نوشتہ بھی اس کے اوپر لگایا گیا۔ کہ یہ یہودیوں کا بادشاہ ہے"

ان حوالجات سے ظاہر ہے۔ کہ سوائے الفاظ کے کچھ نیچے یا کم و بیش ہونے کے صلیب پر چڑھائے جانے کے متعلق سب متفق ہیں۔ اس میں ذرہ بھر بھی اختلاف چھوڑ اختلاف کا احتمال بھی نہیں ہے۔ اور صریحاً ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح صلیب پر چڑھائے گئے۔ اور پھر اس کے بعد پیش آنے والے واقعات بھی بتا رہے ہیں۔ کہ صلیب پر چڑھایا ضرور گیا ہے حقیقت یہ ہے۔ اور یہ بائیبل سے ثابت ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر چڑھائے تو گئے لیکن اللہ تعالٰے کی حکمت سے زندہ ہی اترے۔ اور پھر اپنی طبعی موت سے فوت ہوئے۔ اس مسئلہ پر از روئے بائیبل آئندہ قسط میں بحث کی جائے گی۔ اور بتایا جائیگا۔ کہ جسطرح حضرت مسیح علیہ السلام کا صلیب پر چڑھنا اناجیل سے

ذکر و فکر

قابل توجہ وکلاء

اے عزیز آج کل مقدمات میں یہ دستور بہت رائج ہو گیا ہے۔ کہ گواہوں کو ہر طرح خصوصاً جرح کے وقت بہت تنگ کیا جاتا ہے۔ تاکہ ان کا جھوٹا اور غیر معتبر ہونا ثابت ہو جائے۔ اور مقدمہ کسی نہ کسی طرح جیت لیا جائے حالانکہ سب سے بڑی عدالت کے مالک نے اس بارے میں ٹھولنگ یا ضابطہ اسطرح دیا ہے۔ کہ لا یضآرّ کاتبٌ ولا شہید وان تفعلوا فانہ فسوق بکم یعنے لکھنے والے اور گواہوں کو ایذا نہ دی جائے۔ اگر تم ان کو ایذا دو گے۔ تو خدا کے حضور گنہگار ٹھہرو گے۔ اے عزیز تیرے مسیح موعود نے اس آیت پر خود عمل کر کے دکھایا ہے۔ ایک سنگین مقدمہ میں مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی جیسا دشمن بطور گواہ عدالت میں آیا اور اس کا منشا یہ تھا۔ کہ کسی طرح وہ حضور علیہ السلام کی جان اور عزت پر خطرناک حملہ کرے۔ مگر جب حضورؑ کے وکیل نے ایک ایذا رساں سوال اس سے اس کے نسب کے متعلق اس لئے پوچھا۔ کہ تاکہ گواہ کی حیثیت کو ظاہر کر کے اسے عدالت میں ذلیل کرے۔ تو تیرے مسیح موعودؑ نے فوراً آگے بڑھ کر اپنے وکیل سے کہا۔ "میں ہرگز اس سوال کی اجازت نہیں دیتا" اے عزیز جب تک تمام نفسانیات سے پاک ہو کر اور کلی اس اعلیٰ چیف جسٹس یا احکم الحاکمین کے ضابطہ اور قانون کی پیروی نہ کی جائے۔ تب تک خدا تعالیٰ کی رضامندی کی راہیں کشادہ نہیں ہوتیں۔ اور مومن اور دیگر وکیل میں فرق نظر نہیں آتا۔ سو تو بھی کبھی غیر متعلق اور تکلیف دہ جرح عدالت میں گواہ پر نہ کر۔ ایسا نہ ہو کہ ایک دنیاوی مقدمہ فتح کرتے کرتے عالم روحانی میں تجھے شکست مل جائے

ونعوذ باللہ من شرور انفسنا

کلام سے کلام کا راستہ کھلتا ہے

اے عزیز کئی لوگ اس شوق میں رہتے ہیں۔ کہ ہم کو بھی کلام اور الہام میں سے کچھ حصہ ملے۔ یہاں تک کہ یہ شوق اکثر اوقات اعتدال سے بڑھ جاتا ہے اور خواہش نفسانی کی حد تک اسکی نوبت پہنچ جاتی ہے پھر اگر ایسی حالت میں کوئی الہام نصیب بھی ہو۔ تو صرف وہ ادنیٰ درجہ کا ہوگا۔ بلکہ بہت حصہ اس کا شیطانی یا نفسانی بھی ہو سکتا ہے۔ اور ایسے الہام سے سوائے اس کے کہ تو گمراہ ہو۔ اور متکبر بن جائے۔ اور کیا فائدہ ہو سکتا ہے سو اے عزیز اگر تجھے کلام الٰہی اور وحی حق کا سچا شوق ہے تو اللہ تعالے کے کلام کو جو قرآن ہے۔ لازم پکڑ اور کثرت سے محبت کے ساتھ اسکی تلاوت کر۔ اور یہ سمجھ کر یہ میرے لئے ہی نازل ہوا ہے۔ اس سے تو ہر قسم کی گمراہی سے بچ جائیگا۔ بلکہ جب وہ عالم الغیب تیری محبت کو اپنے کلام کے ساتھ دیکھیگا تو تجھے اپنے تازہ کلام سے بھی محروم نہ رکھیگا نماز کلام کے لئے کلام اللہ کے بہت پڑھنے اور محبت سے پڑھنے اور اسکی باریکیوں پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ کلام ہی کلام کا راستہ کھولتا ہے

سیدہ سارہ بیگم صاحبہ مرحومہ کی وفات کا اندوہناک حادثہ

ڈاکٹر محمد شاہ نواز خانصاحب کا تعزیت نامہ

جناب ڈاکٹر محمد شاہ نواز خان صاحب نے زنجبار (افریقہ) سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت اقدس میں سیدہ سارہ بیگم صاحبہ کی وفات کی اطلاع پاکر تعزیت کا جو عریضہ بھیجا۔ وہ چونکہ کئی ایک مفید تجاویز پر بھی مشتمل ہے۔ اس لئے درج ذیل کیا جاتا ہے ۔ (ایڈیٹر)

سیدی ومطاعی امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سیدہ مرحومہ کی وفات کے حالات کا تفصیلی علم حضور کے خطبہ جمعہ کے ذریعہ ہوا۔ جسے پڑھ کر سخت صدمہ ہوا۔ پہلے تو اچانک وفات کی خبر پڑھ کر جو اس ناگہانی کی وجہ سے احساس ہی سن ہو گیا۔ مگر جب ذرا سکون کی حالت تھی۔ حضور کے خطبہ نے اس زخم کو ہرا کرکے احساس کو دوبالا کردیا۔ خصوصاً جن پردرد حالات میں سیدہ مرحومہ کی وفات ہوئی ہے۔ ان کے باعث بہت ہی افسوس اور دوہرا صدمہ ہوا۔ اس قسم کی اچانک اور ناگہانی موت کا صدمہ قدرتاً زیادہ ہوتا ہے۔ جو ہونا تھا وہ ہو گیا۔ اس واقعہ ناگہانی کے بعد اس کے متعلق کچھ کہنا بعد از مرگ واویلا والی بات ہے۔ مگر بندہ کے دل پر سیدہ کی وفات کا اتنا گہرا اثر ہے۔ کہ بعض جذبات کے اظہار پر مجبور ہوں ۔

دو خواب

دو خواب ہیں۔ جو عاجز نے دیکھے۔ مگر بوجہ صحیح تعبیر نہ ہوسکنے کے پہلے عرض نہیں کیا تھا۔ پہلا خواب تو عرصہ دو ماہ کا ہوا دیکھا تھا اور سیدہ مرحومہ کی وفات سے یقیناً پہلے کا ہے۔ دیکھا۔ کہ ایک وسیع [illegible] ہے جس کے راستہ میں ندی نالے اور پہاڑیاں ہیں۔ بندہ ان پر [illegible] رہا ہے۔ آگے لمبی سیڑھیوں کا سلسلہ ہے۔ بہت سے دوسرے لوگ بھی جا رہے ہیں۔ سیڑھیوں کے اوپر ایک نہایت خوبصورت چھوٹا سا کمرہ ہے۔ جو ایسے رنگا رنگ کے پھولوں اور قالینوں سے آراستہ ہے۔ کہ کبھی دنیا میں ایسے رنگ نہیں دیکھے گئے۔ وہاں حضور تشریف رکھتے ہیں۔ اور کچھ مدھم سا نقشہ یہ بھی یاد پڑتا ہے۔ کہ حضور کے ایک حرم بھی وہاں ہیں۔ یہ نہ معلوم کہ کونسے ہیں۔ وہاں ایک طاق میں بندہ نے نہایت خوبصورت سنہری جلدوں والے رنگا رنگ کے کچھ رسالے اور کتب دیکھی ہیں۔ اور عرض کیا۔ کہ حضور کو تمام دنیا کے کونوں سے ہر قسم کے رسالے اور کتب آتی ہیں۔ اب معلوم ہوا۔ کہ وہ حرم حضرت سارہ بیگم صاحبہ تھیں۔ جنکو علم سے غیر معمولی محبت تھی۔ اور وہ کمرہ ان کا جنت میں مقام تھا۔

دوسرا خواب بالکل واضح ہے۔ اور مجھے الفضل کا وفات والا پرچہ ملنے سے یقیناً پہلے آیا۔ مگر یہ یاد نہیں۔ کہ وفات کے واقعہ سے قبل کا ہے۔ یا بعد کا۔ میں نے دیکھا کہ ایک بہت بڑا ہجوم ہے۔ اور حضور ایک قبر کے پاس کھڑے ہیں۔ بندہ بھی ساتھ ہے۔ حضور مغموم ہیں۔ ایک نعش کو لحد میں اتارا گیا ہے۔ اور اس کا رنگ سانولہ سا ہے۔ جونہی نعش کو رکھ کر لوگ باہر نکلے۔ میں نے دیکھا کہ اچانک نعش کی آنکھوں کو حرکت ہوئی ہے۔ اور وہ اٹھ کر بیٹھ گئی ہے۔ حضور اور یہ عاجز کھڑے ہیں۔ بندہ نے عرض کیا۔ یہ عارضی تشنج ہے عضلات کا۔ ورنہ مردہ کبھی زندہ نہیں ہوسکتا۔ اس کے بعد نعش پھر لیٹ گئی۔ بندہ نے کہا۔ حضور اس کی شکل وصورت تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہے۔ مگر عمر بہت چھوٹی ہے

وفات کس طرح ہوئی

وضع حمل کی تکلیف کے متعلق عرض ہے۔ عاجز کا خیال ہے (گو صحیح رائے موقعہ پر ہی دی جاسکتی تھی۔) اور جہاں تک حضور کی تشریح سے عقلاً اور اپنے تجربہ کی بناء پر قیاس کرسکتا ہوں۔ کہ بچہ پیٹ میں اڑا ہوگا۔ ہاتھ باہر نکل آیا۔ خون جاری تھا۔ اور وضع بھی قبل از وقت تھا یہ سب علامات Placenta Praevia میں ہوا کرتی ہیں۔ اس میں حالت یہ ہوتی ہے۔ کہ مشیمہ بجائے رحم کے جوف میں واقع ہونے کے رحم کے عنق کے پاس ہوتا ہے۔ اور جب رحم وضع کے وقت سکڑتا ہے تو نچلا حصہ چونکہ رحم کے مونہہ کو کھولنے کے لئے بجائے سکڑنے کے پھیلتا ہے۔ اس لئے مشیمہ کی شریانیں اور اور وہ جھلی کر پھٹ جاتی ہیں۔ اور خون جاری ہو جاتا ہے۔ اپنی سمجھ کے مطابق جیسا موقعہ تھا۔ کوشش کی گئی۔ مگر میرا خیال ہے۔ کہ یہ کیس کوئی پرانا تجربہ کار یورپین ڈاکٹر بھی کبھی Single handed نہ کرسکتا۔ اور نہ ہی اسکی جرأت کرتا۔ اس میں بچہ کا بازو کاٹنے کی ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ اس کا جسم بوجہ Premature ہونیکے چھوٹا تھا۔ اور کاوٹ بچہ کی وجہ سے نہیں تھی۔ جو اسکا حجم کم کیا جاتا۔ بلکہ اصل خطرہ خون کے جریان سے تھا۔ جسکا علاج یہ ہوتا ہے۔ کہ بچہ کو الٹا پھرا کر اسکی ایک ٹانگ باہر نکال لی جاتی ہے جسکو Bipolar Version کہتے ہیں اس طرح بچے کے سرین مشیمہ کو دبا کر خون بند کر دیتے ہیں۔ اور رحم کا مونہہ کھل کر بچہ باہر آجاتا ہے۔ مگر اس عمل کے لئے یقیناً بہت مشق کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک دفعہ بندہ نے دار الضعفاء میں ایک نابینا غریب عورت کا ۱۹۲۲ء میں جبکہ مس گارڈن نرس بھی وہاں تھی۔ مردہ بچہ Version کر کے نکالا تھا اور عورت بچ گئی تھی۔ افریقہ میں بھی کئی دفعہ ایسے کیس کئے ہیں۔ واللہ اعلم سیدہ مرحومہ کی صحیح کیفیت کیا تھی۔ بہر حال جو کچھ ہوا نیک نیتی سے کیا گیا۔ اور جیسا کہ خوابوں سے ظاہر ہے۔ انجام یہی مقدر تھا ۔

دوسروں سے مشورہ کرنا

حضور کی ڈاکٹروں کو کبر کو چھوڑ دینے اور دوسروں سے مشورہ کرنے کی ہدایت پر خوب غور کیا ہے۔ بندہ پہلے بھی مشورہ کرلیا کرتا ہے ایک دفعہ یہاں پر محرقہ مونیہ کا ایک بہت خراب مریض میرے زیر علاج تھا۔ گو مجھے یقین تھا۔ کہ خدا کے فضل سے صحت ہوگی۔ پھر بھی والدین کی تسلی کے لئے میں نے کہا۔ کہ اگر یورپین ڈاکٹر کو بلانا ہو۔ تو بندہ اس سے بھی مشورہ کرے گا۔ انہوں نے انکار کردیا۔ شاید فیس کا ڈر تھا کیونکہ یہاں پر Co-consultation کی فیس ۴۲ روپے ہے۔ میں نے کہا مجھے اس کے پاس لے چلو۔ میں خود اپنے طور پر اس سے مشورہ کرلوں گا۔ مگر دوسرے دن بچے کی حالت اچھی ہوگئی۔ مگر اب حضور کے ارشاد کے بعد خصوصیت سے اس امر کو ملحوظ رکھوں گا۔ واللہ الموفق

قادیان میں طبی انتظام

اس کے بعد بندہ قادیان کے طبی انتظام کے متعلق کچھ عرض کرتا ہے۔ بندہ نے حضرت حافظ روشن علی صاحب مرحوم کی وفات پر بھی ایک لمبا مضمون لکھا تھا۔ مگر افسوس کہ صدر انجمن ابھی تک اعلیٰ طبی انتظام کی اہمیت کو نہیں سمجھی۔ ہمیشہ مالی تنگی کا عذر کردیتے ہیں۔ حالانکہ آجکل اعلےٰ تعلیم یافتہ ڈاکٹر سو روپے تک مل سکتے ہیں۔ اور پھر ان قیمتی جانوں کے مقابلہ میں خرچ کیا چیز ہے۔ مگر افسوس کہ ہمیشہ کوشش یہی ہوا کرتی ہے۔ کہ وہ ڈاکٹر جسے گورنمنٹ کام کے ناقابل جانکر پنشن دے۔ وہ ہماری انجمن کے لئے نہایت مفید وجود ثابت ہوا کرتا ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے۔ کہ محکمہ کے بعض ذمہ وار افسر بھی اس بات کو پسند نہیں کرتے۔ کہ کوئی قابل نوجوان ڈاکٹر سب چارج رکھا جائے۔ واللہ اعلم کہاں تک یہ درست ہے۔ گو ایک حد تک یہ خواہش طبعی ہے۔ مگر سلسلہ کے نقصان کو مد نظر رکھتے ہوئے اس خواہش کو قربان کرنا ضروری ہے اب تک کتنی قابل قدر قیمتی جانوں کا نقصان ہوچکا ہے۔ مگر ابھی تک کوئی نمایاں اصلاح طبی انتظام یا Sanitation کے متعلق نہیں ہوئی

انا للہ وانا الیہ راجعون

ایک مبارک خواہش

عاجز کا ارادہ تھا کہ خدا نے جب توفیق دی۔ تو ولایت جاکر آنکھ کا کام [illegible] یا D.T.M. کے ڈپلومہ حاصل کروں گا۔ مگر سیدہ مرحومہ نے جن ناکافی اور غیر تسلی بخش حالات میں وفات پائی ہے۔ اس کا اتنا گہرا اثر ہے۔ کہ میری خواہش ہے۔ بجائے آنکھ کے میں اب دائی کے کام (M.O.) کی اعلیٰ تعلیم حاصل

جاوا میں عظیم الشان مناظرہ

احمدیت کی شاندار فتح

حال میں جاوا سے ایک عظیم الشان مناظرہ کے متعلق جاوی زبان میں رپورٹ موصول ہوئی ہے۔ جس کا ترجمہ ایک سماٹری طالبعلم مولوی عبدالواحد صاحب مولوی فاضل نے نہایت عمدگی کے ساتھ کیا ہے۔ اسے احباب کی آگاہی کے لئے درج ذیل کیا جاتا ہے۔

مباحثہ کے لئے گفتگو

ناظرین "الفضل" کو معلوم ہوگا۔ کہ سماٹرا اور جاوا سے ہمارے دو اخبار "اسلام" (Islam) اور سینر اسلام (Sinar Islam) اشاعت احمدیت کے لئے نکلتے ہیں۔ جاوا میں ایک مشہور انجمن حمایت اسلام ہے۔ اس کے زیر اہتمام ایک اخبار پمبیلا اسلام (Pembela Islam) نکلتا ہے جو ہمارے مضامین کے جوابات دینے کی کوشش کرتا ہے۔ کچھ عرصہ ہوا ہمارے مبلغ مولوی رحمت علی صاحب نے ان کو مباحثہ کی کھلی دعوت دی۔ اور طرفین کے درمیان خط وکتابت سے یہ قرار پایا۔ کہ مناظرہ فروری میں بمقام بنڈنگ جو کہ ایک مشہور مقام ہے۔ ہوگا۔ اور تمام اخراجات انجمن حمایت اسلام برداشت کرے گی۔ مولانا رحمت علی صاحب تاریخ مقررہ پر پہنچ گئے۔ مگر انجمن مذکور نے مولانا سے درخواست کی۔ کہ چونکہ ابھی تک ہماری تیاری مکمل نہیں ہوئی۔ علماء بھی ابھی تک نہیں پہنچ سکے۔ اس لئے اپریل تک ہمیں مزید تیاری کا موقع دیا جائے۔ مولانا نے ان کی یہ بات منظور کر لی۔ اور فیصلہ ہوا۔ کہ مباحثہ ۱۳-۱۴-۱۵ اپریل کو ہوگا۔

مناظرہ کی شہرت

جوں جوں مناظرہ کے انعقاد میں دیر ہوتی گئی ملک میں اس موقعہ کا شدید انتظار ہونے لگا۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں اس کی اس قدر شہرت اور چرچا ہوا۔ کہ سماٹرا اور جاوہ کے تمام بڑے بڑے شہروں سے انجمن مذکور کو شمولیت کے لئے درخواستیں آنا شروع ہوگئیں۔

لوگوں کے اس بڑھتے ہوئے اشتیاق کو دیکھ کر انجمن مذکور نے فیصلہ کیا۔ کہ مناظرہ میں عوام الناس شامل نہیں ہو سکینگے۔ تمام بڑے بڑے شہروں کو چاہئیے۔ کہ وہ اپنے نمائندوں کو منتخب کر کے بھیج دیں۔ اس اعلان کا ہونا تھا۔ کہ ملک کے چاروں اطراف سے درخواستیں آنا شروع ہوگئیں۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں ان درخواستوں کی تعداد سینکڑوں تک پہنچ گئی۔

مناظرہ میں شامل ہونیوالے

تاریخ مقررہ سے پہلے ہی لوگ جوق درجوق آنا شروع ہو گئے۔ اور باوجود خاص پابندیوں اور شرطوں کے حاضرین کی تعداد ایک ہزار سے زائد اصحاب تک پہنچ گئی جن میں علاوہ جاوا اور سماٹرا کی مشہور انجمنوں کے نمائندوں کے سنگاپور اور بورنیو سے بھی نمایندگان تشریف لائے۔ پندرہ جیدہ اخبارات کے نامہ نگاروں اور گورنمنٹ کے دو نمائندوں نے بھی شرکت کی۔ اور یہ ذکر کرنا بھی خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔ کہ سماٹرا کے مشہور عالم ڈاکٹر حاجی عبداللہ احمد صاحب بھی اس مناظرہ کو دیکھنے کے لئے تشریف لائے۔

سب کمیٹی کا تقرر

مباحثہ سے قبل ۱۱ اصحاب پر مشتمل ایک سب کمیٹی مقرر کی گئی۔ جس کے تین ممبر احمدیوں کی طرف سے تین انجمن حمایت اسلام کی طرف سے اور پانچ غیر طرفدار لئے گئے۔ اس کمیٹی کا کام یہ تھا۔ کہ وہ مباحثہ کی مکمل رپورٹ مرتب کر کے ملک میں شائع کرے۔ چنانچہ تین شارٹ ہینڈ کے ماہر مباحثہ کی لفظ بلفظ روئداد لکھنے کے لئے مقرر کئے گئے۔

چونکہ حاضرین جلسہ میں امید سے بڑھ کر اضافہ ہوگیا تھا اس لئے منتظمین جلسہ کو لاؤڈ سپیکر کا بھی انتظام کرنا پڑا مناظرہ کے لئے رات کے ۸ سے ۱۲ تک وقت مقرر تھا۔

پہلے دن کا مناظرہ

پہلے دن مناظرہ کے لئے ہماری طرف سے مولانا رحمت علی صاحب پیش ہوئے اور حمایت اسلام کی طرف سے حسن صاحب۔ پہلے مولانا نے آدھ گھنٹہ وفات مسیح علیہ السلام پر لیکچر دیا۔ جس کے جواب میں بجائے اس کے کہ حسن صاحب ان دلائل کو توڑنے کی کوشش کرتے۔ بالکل غیر متعلق سوالات میں جن کا اس مسئلہ سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ وقت گذارتے رہے مثلاً یہ کہ نبی کسے کہتے ہیں۔ رسول اور نبی میں کیا فرق ہے وحی اور الہام کی امتیازی خصوصیت کیا ہے وغیرہ وغیرہ۔ چونکہ غیر احمدی مناظر سوالات گھر سے لکھ کر لایا تھا۔ اور ہمارا مناظر فی البدیہہ جواب دے رہا تھا۔ اس لئے اس کا یہ اثر ہوا۔ کہ حاضرین احمدیوں کے تبحر فی العلم کے قائل ہوگئے اور کھلے بندوں اعتراف کرنے لگے۔ کہ ہمارا مناظر ہرگز اصل موضوع کی طرف نہیں آیا۔ اور باوجودیکہ گھر سے لکھے ہوئے سوالات لایا تھا۔ احمدی مناظر نے نہایت معقول اور مسکت جوابات دئے ہیں۔

دوسرے دن کا مناظرہ

دوسرے دن ہماری طرف سے مولانا ابوبکر صاحب مناظر تھے۔ لیکن اس دن بھی حسب دستور سابق غیر احمدی مناظر اصل موضوع کی طرف نہ آیا۔ بلکہ ادھر ادھر کے سوالات پوچھتا رہا۔ اور ان باتوں میں اس نے اس قدر وقت صرف کیا۔ کہ غیر طرفدار اور سمجھدار طبقہ کو کہنا پڑا کہ یہ کوئی مناظرہ نہیں ہے بلکہ یوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایک شاگرد استاد سے اپنا علم وسیع کرنے کے لئے سوالات پوچھ رہا ہے۔

اس قسم کی باتوں سے غیر احمدی مناظر پر اس قدر بدحواسی چھا گئی۔ کہ گھبرا کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اور بے اختیار ہو کر آسمان کی طرف منہ کر کے کہنے لگا "اے خدا میں کس سے مدد لوں" پریذیڈنٹ صاحب نے کہا۔ "اس وقت تمہاری کوئی بھی مدد نہیں کرے گا"

تیسرے دن کا مناظرہ

چونکہ غیر احمدی مناظر پہلے دو دن غیر متعلق سوالات کر کے پبلک میں کافی ندامت اٹھا چکا تھا۔ اس لئے تیسرے دن اس نے اصل موضوع پر گفتگو کرنا شروع کی۔ لیکن اس دن بھی سوائے رفع۔ قتل پر صلیب اور خلت پر چند سوالات کرنیکے جن کا پہلی ہی بار تسلی بخش جواب دے دیا گیا۔ دیگر پیش کردہ آیات کی طرف مطلق نہ آیا۔

مناظرہ کے بعد

مناظرہ ختم ہونے کے بعد دوسرے دن انجمن حمایت اسلام نے احمدیوں کو پُرتکلف دعوت دی۔ اور صدر نے باتوں باتوں میں کہا۔ کہ ہماری غرض جھٹلانا نہیں۔ بلکہ تلاش حق ہے۔

مباحثہ کی رپورٹ

اس مناظرہ میں سب کمیٹی کو فیصلہ کرنے کا حق نہیں تھا بلکہ اس کا کام صرف رپورٹ مرتب کرنا تھا۔ جس کو اس نے نہایت خوبی سے سرانجام دیا۔ اور ایک مکمل رپورٹ شائع کی جس میں طرفین کے دلائل لفظ بلفظ نقل کئے گئے۔ اور جسے تمام اخبارات میں شائع کیا گیا۔

ستمبر میں پھر مناظرہ

مولوی رحمت علی صاحب نے صدر صاحب سے کہا۔ کہ اب آپ ہمارے پاس بٹاویہ میں تشریف لائیں۔ تمام اخراجات کے ہم ذمہ وار ہونگے۔ اور ایک اور مناظرہ کیا جائے۔ صدر نے جواب دیا۔ کہ ہم میٹنگ کر کے آپ کو جواب بھجوا دینگے۔ چنانچہ ایک ہفتہ بعد ان کی طرف سے اطلاع آئی۔ کہ وہ ستمبر میں مناظرہ کے لئے آئینگے۔

ان کی اس اطلاع کو اخبارات میں شائع کر دیا گیا ہے

اب اس مناظرہ کا بھی خوب شہرہ ہو رہا ہے۔ دوست دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالےٰ اس مناظرہ میں بھی اسی طرح بلکہ اس سے بھی بڑھ چڑھ کر کامیابی عطا فرمائے۔ آمین

ایک اور بات جس کا ذکر خاص طور پر ضروری ہے۔ اور جو علاوہ دلچسپ ہونے کے مناظرہ کی اہمیت پر بھی روشنی ڈالتی ہے۔ یہ ہے۔ کہ مناظرے کے بعد لوگ بکثرت ہمارے مکان پر آنا شروع ہوئے۔ کوئی مبارکباد دیتا۔ کوئی مختلف مذہبی سوالات کرتا۔ کوئی کھانے کے لئے مدعو کرتا۔ کوئی اپنی انجمن میں لیکچر دینے کے لئے دعوت دیتا۔ غرض متواتر چودہ دن ہمارے مبلغین کو ذرا بھی فرصت نہ ملی۔ اور رات دن تبلیغ میں صرف ہوا ÷

دعاء

دعا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ ان کی صحت اور عمر میں برکت دے ان کے کلام کو باثر بنائے۔ ان کی کوششوں کو بارآور کرے اور جس مقصد کو لے کر انہوں نے اپنے اہل وعیال۔ عزیز وطن اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک بستی سے مفارقت اختیار کر رکھی ہے۔ اس میں کماحقہٗ کامیابی عطا فرمائے۔ آمین

لدھیانہ میں تبلیغ احمدیت

لدھیانہ میں کچھ دنوں سے احمدیت کے خلاف خوب جوش پھیل رہا ہے۔ ایک شخص مولوی عبد العزیز جالندھری نے بذریعہ اشتہار مناظرہ کی دعوت دی۔ جس پر قادیان سے شیخ مبارک احمد صاحب تشریف لائے۔ ہماری طرف سے نورہ حق بجواب دعوت الی الحق کے ذریعہ تحریری مناظرہ کے لئے چیلنج منظور کیا گیا۔ اور دوسرا اشتہار مولوی عطاء اللہ بخاری جس نے حضرت مسیح موعود کی شان میں بدزبانی کرتے ہوئے پبلک کے جذبات کو ہمارے خلاف بھڑکایا۔ اس کے جواب میں شائع کیا۔ مگر کوئی مقابلہ پر نہیں آیا۔ محلہ قاضیاں میں صداقت مسیح موعودؑ پر بابو عبد الحمید اسسٹنٹ کلرک فیروزپور سے شیخ مبارک احمد صاحب کا مناظرہ رہا۔ سامعین کی تعداد کافی تھی زبردست دلائل سے غیر احمدی مناظر لاجواب ہوتا رہا۔ اور آیات قرآن و احادیث سے کوئی معقول جواب نہ دے سکا۔ الحمد للہ پبلک پر باوجود مخالفت اچھا اثر رہا۔ (سید عبد الرحیم سکرٹری لدھیانہ)

گوجرانوالہ میں پبلک لیکچر

۱۳-۱۴ جولائی ۱۹۳۳ء کو دار السلام گوجرانوالہ میں صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر مولوی عبد الغفور صاحب مولوی فاضل اور مہاشہ محمد عمر صاحب مولوی فاضل کے لیکچر ہوئے۔ پہلے روز تقریر کے بعد حافظ اسمٰعیل صاحب نے دوسرے روز مولوی احمد الدین صاحب گکھڑوی نے

ہندو مذہب کی مکمل موت

ایک ہندو پروفیسر کی صاف بیانی

پروفیسر تھاڈانی نے جو سنسکرت کے بہت بڑے عالم خیال کیا جاتے ہیں۔ اخبار نیشنل کال میں ہندو ازم کے متعلق ایک مقالہ سپرد قلم کیا ہے۔ جس میں انہوں نے یہ حقیقت واضح کی ہے۔ کہ ہندو ازم محض چند قصوں اور کہانیوں کا مجموعہ رہ گیا ہے۔ جس کے لئے موجودہ سوسائٹی میں کوئی جگہ نہیں۔ ذیل میں ناظرین کی دلچسپی اور ہندو بھائیوں کی واقفیت کے لئے اس مضمون کے بعض اہم حصوں کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔

خاکسار۔ عبد الرحیم شبلی۔ بی کام (فائنل)

ہندو مت کیا ہے ؟

آیئے ہم ہندو مذہب کا بنظر تعمق مطالعہ کریں۔ بظاہر تو یہ سوال بے معنے معلوم ہو گا۔ کہ ہندو ازم کیا ہے ؟ لیکن اس سوال کو بار بار دہرایا گیا ہے۔ مگر اس کا خاطر خواہ جواب نہیں ملتا۔ ہندو مذہب کی متبرک کتب میں سے ویدوں کے متعلق یہ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ وہ محض قدرت کے دیوتاؤں کی تعریف میں بھجن ہیں۔ اور پرانے آریہ اوست اور موتیوں کے پجاری تھے۔ براہمن ایسی قربانیاں کروانا چاہتے ہیں۔ کہ جن کے کرنے کے لئے نہ کسی کے پاس وقت ہے۔ اور نہ سرمایہ۔ اپنشد بہت ہی کم لوگ پڑھتے ہیں۔ اور ان کی پیچیدہ اور مشکل زبان کو سمجھنے والے ان سے بھی کم ہیں ÷

پھر اس کے بعض حصے ایک دوسرے سے اس قدر مختلف ہیں۔ کہ کسی طرح بھی ان کو یکساں نہیں کہا جا سکتا۔ اور صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ یہ ایک دوسرے کی ضد ہیں نیز کوئی شریف آدمی بھی اس کے کسی حصہ کو بغیر شرمندہ ہوئے نہیں پڑھ سکتا۔ ذات پات نے کہ جس نے معاشرتی نظام میں کئی ایک پیچیدگیاں ڈالی ہیں۔ سب لوگ متنفر ہیں۔ اور شادی کے پرانے طریق کی بجائے سول میرج ایکٹ کے ماتحت رجسٹریشن کا رواج ہو رہا ہے ÷

یہ کوئی تعجب انگیز امر نہیں ہے۔ اگر کہا جائے۔ کہ ہندو ازم محض چند فرقوں کے مجموعہ کا نام ہے۔ اور کوئی بھی "لکھا پڑھا" ہندو اپنے مذہب کے ابتدائی اصول سے بھی واقف نہیں ہے۔ بدقسمتی سے ہندوؤں کو جو ہندوستان میں بہر حال اکثریت میں ہیں گورنمنٹ نے قرطاس ابیض اور آبادی کے تذکرہ میں غیر مسلم کے نام سے موسوم کیا ہے۔ گویا ہندوؤں کا کوئی خاص مذہب ہی نہیں۔ کہ جس کی تعریف کی جا سکے ÷

سنجیدہ باتوں میں تمسخر کی ملونی

لیکن کیا ہندوؤں کی مقدس کتابوں میں انسان، قدرت اور خدا کے تعلق نیز اشیاء کی ابتداء اور انتہا کے معنوں میں کسی مذہب کا تذکرہ نہیں ہے ؟ جس کسی نے بھی ان کتب کا مطالعہ بنظر غائر کیا ہے اس پر یہ بات روز روشن کی طرح ظاہر ہو جائے گی۔ کہ ان کی سنجیدہ باتوں میں ایک تمسخر اور استہزاء کی ملونی بھی ہے۔ اور دھرماتوں اور رشیوں کی باتوں کے ساتھ ساتھ ایسی سفلی باتیں بھی پائی جاتی ہیں۔ جو یقیناً کسی آوارہ دماغ کی اختراع ہیں ÷

عجیب بات یہ ہے۔ کہ یہ دو مختلف مذاق کی باتیں ایک ہی فلاسفر اور شاعر کی کاوش کا اثر خیال کی جاتی ہیں۔ اور ان دونوں اقسام کو پنڈت اور عوام بزرگی کا ایک ہی درجہ دیتے ہیں ÷

مہا بھارت

آیئے ہم ذرا مہا بھارت کا مطالعہ کریں !

یہ کہنا کوئی مبالغہ نہیں۔ کہ مہا بھارت اور رامائن دراصل ہندو مذہب کی پشت پناہ ہیں۔ اپنشد اور ویدوں کی بجائے جن کو سوائے چند دھرماتما لوگوں کے کوئی چھوتا تک نہیں۔ کرشن۔ اور رام چندر ان کے دیوتا ہیں۔ اور ان کی کہانیاں ہندوؤں کے گھروں میں سنائی جاتی ہیں۔ نیز ان کی یاد تازہ رکھنے کے لئے دوران سال میں ہزارہا قسم کے تہوار منائے جاتے ہیں اور صرف انہی رزمیہ کتب میں سے یہ لوگ خدا کی ماہیت کا تصور باندھتے ہیں ÷

مہا بھارت کی کہانی

مہا بھارت کی کہانی کیا ہے ؟ شروع سے لے کر آخر تک چند ناقابل فہم واقعات کا مجموعہ۔ جو انسان کے اخلاقی احساسات کو ٹھیس لگائے بغیر نہیں رہ سکتے۔ مہا بھارت کی کہانی کے تقریباً تمام ہیرو کورو پانڈو درون اور بھیشم وغیرہ غیر فطری پیدائش سے ظہور میں آئے مہا بھارت کے بیانات کے رو سے رشیوں سے نفس پر قابو نہ ہو سکا۔ اور وہ نیوگ کر کے بھی شرمندہ نہ ہوئے۔

بلکہ سورج جس نے ایک معصوم لڑکی کو اپنی خواہشات کا نشانہ بنالیا۔

بزدل گنگا اپنے بچوں کو پیدا ہوتے ہی دریا برد کر دیتی ہے۔ اور جب اس کا خاوند اس بات کی شکایت کرتا ہے تو وہ اس سے الگ ہو جاتی ہے۔ پانچ مرد ایک عورت سے شادی کر لیتے ہیں۔ جو بنی نوع انسان کی تاریخ میں کسی روایت یا پرانی رسم کے مطابق نہیں ہے۔ پھر "ایشور کے رشی" ایک غیر رضامند عورت کے باپ کے پاس اس کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے سلسلہ جنبانی کرتے ہیں۔ ایک عقلمند بادشاہ جوئے میں جس کو وہ ایک دوستانہ کھیل خیال کرتا ہے اپنی سلطنت دھن و دولت یہاں تک کہ اپنی بیوی تک ہار دیتا ہے اور وہ خوب جانتا ہے کہ اس کا حریف بے ایمانی سے کام لیگا۔ دروپدی جیسی نیک طینت خاموش اور پاکیزہ عورت کی جو کبھی ملکہ تھی۔ دیوتاؤں اور رشیوں کے سامنے پردہ دری کی جاتی ہے۔ لیکن کوئی اف تک نہیں کرتا۔

کرشن کے متعلق

اس قسم کی مثالوں کی کوئی زیادہ ضرورت نہیں ہے۔ لیکن کرشن کے متعلق کیا ہی عجیب و غریب و محیر العقول باتیں بیان کی جاتی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ وہ نصف دیوتا تھا اور نصف انسان وہ بالکل پوشیدہ اور نظروں سے اوجھل رہتا تھا۔ اور تھا بھی ناقابل فہم۔ مروجہ ہندو مذہب میں کرشن کو دیوتا تصور کیا جاتا ہے۔ اور اس کو ہندو مذہب نے بہترین محبوب جانا ہے۔ الغرض ان کے نزدیک تمام کائنات کا کرتا دھرتا واحد کرشن ہی ہے۔ لیکن کیا یہ کرشن ہی تھا جو بھگوت گیتا جیسے خدائی بھجنوں کا مصنف ہوتے ہوئے بھی بعض درجہ انسانیت سے گرے ہوئے افعال کا مرتکب ہوا۔ کیا یہ وہی تھا جس نے بھیشم کو اپنی تباہی کا راز بتلایا اور جس نے یدھشٹر کو دریودھن کے قتل کے لئے جھوٹ کی تلقین کی۔ اور جس نے یدرتھ کو تہ تیغ کرتے وقت ڈوبتے ہوئے سورج کی آخری کرنوں کو روک لیا؟ جس نے ارجن کو کارن کے قتل پر اس وقت اکسایا جب کارن کی رتھ زمین میں دھنس گئی تھی اور اس نے رتھ کو نکالنے کی مہلت چاہی تھی جس نے شرافت اور اصول حرب کو بالائے طاق رکھتے ہوئے بھیشم کو دریودھن کی ران پر ضرب لگا کر مارنے کو کہا تھا۔ باوجود ان تمام باتوں کے یہ امر کس قدر تعجب انگیز ہے کہ پھر اسی کرشن کی پوجا کی جاتی ہے اور اس کے متعلق یہ عقیدہ رکھا جاتا ہے۔ کہ وہ تمام کائنات کا خالق و مالک تھا۔ پھر وہی لوگ اس کی عزت کرتے ہیں۔ جن کے تباہ و برباد کرنے میں اس نے کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تھی۔

تہذیب سوز باتیں

مہابھارت میں بہت سے ایسے تہذیب سوز اور شرافت سے بعید قصے مندرج ہیں۔ جن سے اکثر لوگ یہ نتیجہ اخذ کر لیتے ہیں۔ کہ یہ کتب کسی جنگلی قوم کے لئے لکھی گئی ہیں۔ کرشن کے متعلق وہ خیال کرتے ہیں کہ وہ ایک چالاک اور عیار شہزادہ تھا۔ جو اپنے ذہن رسا کی بدولت بہت سی کامیابیاں حاصل کر سکا۔ اور اسی وجہ سے اس کی عزت بھی کی جانے لگی۔ وہ کہیں گے کہ اس زمانہ میں لوگ خدا کے متعلق کیا ادھورا خیال رکھتے تھے۔ اور وہ بھگوت گیتا اور دوسری کہانیوں کے متعلق یہ فتویٰ دیدینگے کہ ان میں بہت کچھ کانٹ چھانٹ ہوئی ہے۔ اور اس طرح سے ان قصوں اور کہانیوں کی جو تھوڑی بہت عزت بھی رہ گئی ہے وہ لوگوں کے دلوں سے محو کر دینگے۔

بے آبروئی کا سرچشمہ

کورو اور پانڈوؤں کی کہانی جو عموماً لوگوں میں مروج ہے اس قدر شرمناک اور اخلاق سوز ہے۔ کہ اس بات سے رنج نہیں ہو سکتا کہ بہت ہی کم لوگوں نے اس کا اصلی یا نقلی سیر حاصل مطالعہ کیا ہوگا۔ عوام الناس کا علم تو صرف ان حکایتوں اور روایتوں تک ہی محدود رہ گیا ہے جو ان میں سے منتخب کر لی گئی ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر ہندوؤں کو یہ یقین نہ ہوتا کہ یہ لٹریچر الہامیہ ہے اور اس میں کوئی ایسی چیز ہے جو ابھی گم ہو چکی ہے۔ تو یقین تھا کہ ہندوؤں کی زندگی قطعی طور پر داغدار ہو جاتی۔ تاہم جیسا بھی یہ ہے۔ ایک طرف تو پورانی اور رزمیہ قصوں نے مروجہ ہندوازم کی شان اور عظمت کو برقرار رکھا ہے۔ اور دوسری طرف اس نے لوگوں کے اخلاق اور کیریکٹر کی بیخ کنی بھی کر دی ہے۔ یدھشٹر کی کذب بیانی ان سے ثابت ہے بھیشم کا دغا اور فریب نیز کرشن کی دھوکہ بازی۔ تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ جب کبھی ہندوستان میں نئے دور کا آغاز ہونے لگا ہے ہندوؤں کی قومی زندگی بوجہ اندرونی حسد و رشک اور دھوکہ و فریب بالکل تباہ ہو گئی جب سکندر اعظم نے ہندوستان پر فوج کشی کی۔ تو ہندو مہاراجوں نے ذاتی حسد اور بغض کی وجہ سے انفرادی طور پر اس سے تعلق قائم کرنا چاہا اور آپس میں ارتباط کا خیال نہ کیا۔ جب مسلمانوں نے ہندوستان پر چڑھائی کی۔ تب بھی یہی حال ہوا اور جب انگریزوں نے اس ملک میں قدم رکھا تب بھی ایسا ہی ہوا۔ اور ہمیں یقین نہیں کہ اب جبکہ نئی قومی زندگی کا آغاز ہونے والا ہے تب بھی یہ حرکتیں عود نہ کر آئیں گی۔"

سوچنے کا مقام

(مترجم) اب سوچنے کا مقام ہے کہ جب ہندو دھرم کی یہ حالت ہو سکتی ہے۔ اور جب اس کی مذہبی کتابیں محض چند قصوں اور کہانیوں کا مجموعہ رہ گئی ہیں تو وہ دنیا کی راہنمائی کے کس طرح قابل ہو سکتا ہے۔ کیا یہ درست نہیں اور یہ بھگوت گیتا میں بھی لکھا ہے کہ جب دنیا میں پاپ کا دور دورہ ہو جاتا ہے تو ایشور کسی انسان کو اصلاح پر مامور کرتا ہے۔ اگر درست ہے۔ تو میں ہندو صاحبان کو خوشخبری دیتا ہوں۔ کہ آؤ اس کرشن کی شرن میں آؤ۔ جسے خدا نے اس زمانہ میں دنیا کی اصلاح کے لئے بھیجا۔ اور جس نے ان تمام الزامات کو دور کرنے کے علاوہ جو ہندوؤں کی کتب میں کرشن جی پر لگائے گئے ہیں۔ مکتی حاصل کرنے کا طریق بتایا۔ ش

ایک غلطی کا ارتکاب

میں نے الفضل کے کسی گذشتہ پرچہ میں ایک مضمون لکھا تھا۔ "اسلام اور صنعتی آزادی" اس کی تمہید میں میں نے بتلایا ہے کہ زمانہ حال کے منکرین مذہب نے ایک عجیب وطیرہ اختیار کر رکھا ہے۔ کہ وہ اپنے مذہب میں نقائص پا کر سرے سے مذہب کا ہی انکار کر دیتے ہیں۔ اسی غلطی کے مرتکب پروفیسر لفاڈانی صاحب ہوئے ہیں چنانچہ آپ لکھتے ہیں "ایک مذہب کے بعد دوسرا مذہب آیا۔ ہندوازم۔ عیسائیت۔ اسلام یہ سب آئے اور گذر گئے۔ لیکن دنیا اسی طرح چلی جاتی ہے انہی مسائل کے ساتھ جو حل نہ ہو سکے۔ اور انہی تکالیف کے ساتھ جن کا خاتمہ نہیں"

ظاہر ہے کہ پروفیسر صاحب ان مذاہب کے متعلق یہ نظریہ قائم کر رہے ہیں جو ہرگز عالمگیر نہ تھے۔ اور جو صرف چند فرقوں یا کسی خاص قوم کی ہدایت کے لئے معرض ظہور میں آئے اسلام کو انہوں نے خواہ مخواہ اپنے اعتراضات کی لپیٹ میں لے لیا ہے۔ حالانکہ یہ صرف اسلام ہی کا دعویٰ ہے کہ وہ عالمگیر ہے اور اس کے اصول ہر زمانے اور ہر وقت کے لئے یکساں قابل تسلیم ہیں۔

باقی رہے وہ مسائل جن کا انہوں نے اپنے مضمون میں تذکرہ کیا ہے اور جن کے متعلق ان کا خیال ہے کہ وہ ایک ناقابل فہم گتھی رہے ہیں۔ اسلام نے ان کو اس وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا ہے کہ اب کسی شک و شبہ یا اعتراض کی گنجائش نہیں رہتی۔ مثلاً خدا۔ روح زندگی اور موت۔ ہم ان کی تفصیل کیلئے پروفیسر صاحب اور ان کے ہمخیالوں کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ معرکۃ الآرا خطبہ جو حضور نے لاہور کی ایک عظیم الشان مذہبی کانفرنس میں پیش فرمایا تھا۔ اور جو بعد میں انگریزی میں بھی [illegible] اسلامی اصول کی فلاسفی کے عنوان سے چھپ چکا ہے [illegible] مطالعہ فرمائیں [illegible] ان کی تسلی ہو جائیگی۔

درخواستیں جلد بھیجیں

سرو آگیس مناظر
شہر سے باہر
لیکن بالکل قریب

برامدہ۔ دالان
دو کوٹھڑیاں کنواں
مطبخ۔ اور صحن وغیرہ

۱۳ جولائی کے پرچہ میں جس مکان کا اشتہار دیا گیا تھا اس کا موقع ومحل وساخت ایسی ہے کہ ہمیں بہت سی درخواستوں کے آنے کی امید ہے۔ اس لئے جلد درخواستیں بھیجیں۔ پہلی درخواست کو ترجیح دی جائیگی۔ بقیہ حالات

اے آر۔ خواجہ قادیان۔

دو دکانیں۔ ایک بیٹھک
اور صحن و باورچی خانہ
وغیرہ

مکان کے ساتھ
ایک کنال سفید زمین
بنیادیں استوار شدہ

کیا اب بھی آپ
دلکشا ہیر آئل (رجسٹرڈ)

استعمال نہ کریں گے۔ جس کی تعریف میں ہر جگہ سے خطوط آرہے ہیں۔

۱۔ مکرمی عبدالحمید خان صاحب ٹانک سے تحریر فرماتے ہیں۔ براہ مہربانی دلکشا ہیر آئل کی سات شیشیاں بذریعہ وی پی بھیجدیں۔ اس کے قبل میں نے آپ سے چار شیشیاں منگوائی تھیں۔ جن میں سے دو میں نے کسی دوست کو تحفۃً دیدی تھیں۔ باقی دو میں نے خود استعمال کیں۔ بہت ہی مفید پائیں۔ ۲۔ زبیدہ بانو بیگم صاحبہ اوٹاوہ یو۔ پی سے تحریر فرماتی ہیں۔ ۱۔ گذشتہ میری ایک سہیلی نے تحفۃً دلکشا ہیر آئل کی ایک شیشی بھیجی۔ اشتہاری تیلوں کا تلخ تجربہ میں اٹھا چکی تھی۔ اس لئے دلکشا ہیر آئل کو استعمال کرنے سے ڈر معلوم ہوتا تھا۔ کہ میری سہیلی نے بے حد تعریف لکھ کر مجھے استعمال کرنے پر مجبور کیا۔ میں نے دلکشا ہیر آئل کو استعمال کرکے بہت فائدہ حاصل کیا۔ سر درد رفع ہوگیا۔ اور خشکی جاتی رہی۔ براہ کرم ایک شیشی دلکشا ہیر آئل کی جلد مرحمت فرماکر ممنون فرمائیے۔ ۳۔ خدا داد خاں صاحب پولیس انسپکٹر مین پوری سے تحریر فرماتے ہیں۔ دلکشا ہیر آئل کی ایک شیشی آپ سے منگوائی تھی۔ جس کے استعمال سے فائدہ معلوم ہوتا ہے۔ لہٰذا اس دفعہ دو شیشیاں تیل کی روانہ فرمائیں۔ آپ کے دلکشا ہیر آئل سے بڑھ کر بالوں کی حفاظت کرنے والا۔ ان کو گرنے سے بچانے۔ لمبے۔ ملائم اور مضبوط کرنے والا اور کوئی تیل نہ پائیں گے۔ یہ تیل دماغ کو طاقت دیتا ہے۔ دائمی سر درد اور زکام کو دور کرتا ہے۔ آپ ضرور آزمائش کریں۔ قیمت فی شیشی ۴ اونس ایک روپیہ۔ فی پاؤ عہ علاوہ پیکنگ ومحصول ڈاک۔

سرمہ نورانی

آنکھوں کی جملہ امراض کے لئے اکسیر ہے۔ ککروں کو جڑ سے اکھاڑتا ہے۔ آزمائش شرط ہے۔ قیمت فی تولہ عہ۔ اس کے متعلق شہادتیں موجود ہیں۔ جو کہ درخواست آنے پر بھیجی جاسکتی ہیں۔ ہمارے کارخانہ کے عطر بھی قابل آزمائش ہیں۔

مینجر دلکشا پرفیومری کمپنی قادیان پنجاب

لِکُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ

میں اشتہاری حکیم نہیں میرا مقصود ہمدردئے خلائق ہے۔ میں عرصہ ۱۲ سال سے مسلول ومدقوق بیماروں کا معالج ہوں۔ اس وقت مسمی محمد خاں موضع نورنگ کتھیال کمالیاں بیماری سے خدا کے فضل سے صحتیاب ہوکر ہل چلا رہا ہے۔ جسے ڈاکٹروں نے چند روز کا مہمان قرار دیدیا تھا یہ صداقت حدیث نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زندہ ثبوت ہے صاحب چاہیں مجھ سے فائدہ اٹھائیں۔ بذریعہ خط وکتابت۔ **خاکسار۔ حکیم محمد قاسم قریشی احمدی ازلالہ موسٰی (گجرات)**

شمیم جہیز سٹور دہلی

اگر پڑے کالی ظاور آنے جانے اور چلنے پھرنے میں آسانی چاہتی ہو۔ تو مندرجہ ذیل برقعے جنکی قیمتیں حسب ذیل ہیں پہنا کرو۔ برقعہ بغدادی۔ برقعہ بصریا۔ برقعہ شرعی۔ مسری سلک ۲۲ روپے۔ الپکا ۲۰ روپے۔ اٹلین ۱۵ روپے نرما ۱۲ روپے۔ لٹھہ ۷ روپے۔ اس کے علاوہ کامدانی دوپٹے۔ زردوزی کا کام شلوار فینسی موریاں ساریاں۔ اس میں بنارسی۔ ٹسری۔ جمپرز۔ ٹھپے کی گوٹ۔ بیمک۔ فیتے۔ کرن۔ محرم۔ کٹاؤ۔ اور کیکری کے خوان پوش۔ پلنگ پوش۔ میز پوش۔ اور تمام جہیز کا سامان بذریعہ وی پی روانہ کیا جاتا ہے۔ فرمائش پر رنگ۔ ڈیزائن۔ جسامت اور پیمائش سے مطلع فرمایا جائے۔ باقی حالات ومعاملات بذریعہ خط وکتابت طے کئے جاسکتے ہیں۔ **اے ایم شمیم مالکہ شمیم جہیز سٹور متصل پھاٹک ہاشم خاں کوچہ تارا چند دہلی**

زراعتی آلات ودیگر مشینری

آہنی رہٹ۔ آہنی خراس۔ دیسی چکی۔ نیشکر کے بیلنہ جات۔ انگریزی ہل۔ چارہ کترنے (چاف کٹرز) بادام روغن نکالنے۔ قیمہ بنانے۔ چونہ پیسنے۔ چارنوں اور سیویاں کی مشینیں دستی پمپ زراعتی ودیگر مشینری اعلیٰ اور بارعایت خریدنے کے لئے ہماری بالتصویر فہرست **مفت** طلب فرمائیے۔ ایک دفعہ آزمائش شرط ہے۔ اصلی واعلیٰ مال منگا ئیے کا قدیمی پتہ

ایم اے۔ رشید اینڈ سنز انجینیرز بٹالہ پنجاب

اکسیر تسہیل ولادت

بچہ کی پیدائش کو آسان کردینے والی دنیا بھر میں ایک ہی مجرب المجرب دوا ہے۔ جس کے بروقت استعمال سے وہ نازک اور دل ہلا دینے والی مشکل گھڑیاں بفضل خدا بالکل آسان ہوجاتی ہیں۔ بچہ نہایت آسانی سے پیدا ہوجاتا ہے۔ اور بعد ولادت کے درد بھی زچہ کو نہیں ہوتے۔ قیمت معہ محصول صرف ہے

مینجر شفاخانہ دلپذیر سلانوالی ضلع سرگودہا

رشتہ مطلوب ہے

ایک شریف خاندان کی بیس سالہ خاتون کے لئے " جو رخصتانہ سے قبل ہی بیوہ ہوگئی ہیں " رشتہ کی ضرورت ہے۔ موصوفہ مخلص احمدی امورخانہ داری سے بخوبی واقف، سکول میں ملازم اور جے وی کلاس میں ٹریننگ حاصل کر رہی ہیں۔ رشتہ کے متعلق صرف وہی احباب خط وکتابت فرمائیں۔ جن کی کوئی موجودہ بیوی اور اولاد نہ ہو۔ نیز اپنے مفصل حالات وعمر وملازمت وغیرہ سے بھی مطلع فرمائیں۔ خط وکتابت بپتہ ذیل پر ہونی چاہیئے۔ **عزیز الدین خان احمدی اسسٹنٹ ماسٹر سناتن دھرم ہائی سکول۔ غازی آباد**

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

گاندھی جی نے ۲۵ جولائی کو ستاٹرہ پریس سے بیان کیا۔ کہ میں نے سابرمتی آشرم کو جو اٹھارہ سال سے قائم ہے توڑ دینے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ کیونکہ میں اپنی زندگی میں ایک نہایت مقدس فعل کا آغاز کرنے والا ہوں۔ آئندہ پروگرام کے متعلق آپ نے کہا۔ کہ چند روز میں ایک مفصل بیان کے ذریعہ اس کی وضاحت کر دونگا۔ ان کے رفقائے کار کا بیان ہے کہ آپ ایک ایسی کارروائی کرنے والے ہیں۔ جس سے ساری دنیا میں زبردست تہلکہ مچ جائے گا۔ کہا جاتا ہے کہ آپ دو چار روز میں وائسرائے کو ایک خط لکھ کر اپنے ارادوں سے مطلع کر دیں گے۔

امریکن ہوا باز مسٹر ویلی پوسٹ اور اس کے ایک آسٹریلین ہمراہی نے ۱۰۷ گھنٹوں میں تمام دنیا کا دورہ کیا اور سولہ ہزار میل کا سفر کیا۔ یہ ہوا بازی کا جدید عالمگیر ریکارڈ ہے اس شخص نے سنہ ۱۹۳۱ء میں یہی سفر ۲۰۷ گھنٹوں میں کیا تھا۔

ڈاکٹر ٹیگور نے اخبارات کے نام ایک بیان شائع کیا ہے جس میں لکھا ہے کہ گاندھی جی کے برت کے دنوں میں میں نے پونا پیکٹ کی تائید کی تھی۔ لیکن گاندھی جی کی زندگی اور موت کا سوال درپیش ہونے کی وجہ سے اس وقت میں اس تائید کے عواقب پر غور نہ کر سکا۔ اب اپنی غلطی کا احساس کرتا ہوں۔ اور سمجھتا ہوں۔ کہ بنگال کے امن کے لئے یہ فیصلہ تشویشناک ہے اور اس کی موجودگی میں بنگال کا مستقبل خطرناک نظر آتا ہے۔

حکومت جاپان نے ٹوکیو میں ایک افغان سفیر کا تقرر منظور کر لیا ہے۔ لیکن کابل میں جاپانی سفیر کے تقرر کے انتظامات تاحال مکمل نہیں ہوئے۔

محکمہ اطلاعات نے اعلان کیا ہے کہ پنجاب کونسل کے ۲۵ نومبر ۳۲ء کے اجلاس کے ایک فیصلہ کے مطابق وزارت تعلیم نے تین ممبروں پر مشتمل ایک کمیٹی مقرر کی ہے جو درسی کتابوں کی پڑتال کر کے ان حصوں پر نظر ثانی کرے گی۔ جو کسی جماعت کی مذہبی دل آزاری یا فرقہ وار کشیدگی بڑھانے کا موجب ہوں۔ کمیٹی کے ممبر چوہدری محمد حسین انسپکٹر ورنیکلر تعلیم۔ لالہ رنگ بہاری لال رجسٹرار محکمہ امتحانات اور پروفیسر بھگت سنگھ سنٹرل ٹریننگ کالج لاہور ہیں۔

میڈرڈ سے ۲۵ جولائی کی خبر ہے کہ سپین میں ایک زبردست سازش کا انکشاف ہوا ہے۔ جس کا مقصد گورنمنٹ کا تختہ الٹنا تھا۔ اس سلسلہ میں قریباً ایک ہزار اشخاص گرفتار ہو چکے ہیں۔ جن میں پادری۔ وکلاء اور پروفیسر بھی ہیں۔

مہاراجہ پٹیالہ کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ اقتصادی مشکلات کے پیش نظر انہوں نے ایک سپیشل بجٹ کا اعلان کیا ہے ہاتھیوں اور کتوں سے تعلق رکھنے والے تمام ادارے توڑ دیے جائینگے۔ ہاتھی اور کتے فروخت کر دیے جائینگے۔ تمام ملازمین کی ترقیاں بند کر دی گئی ہیں۔ بلکہ جو لوگ ترقیاں پا چکے تھے۔ ان سے وصول شدہ رقوم کی واپسی کا مطالبہ کیا گیا ہے۔

دارالعوام میں ۲۵ جولائی کو ایک ممبر نے دریافت کیا کہ کیا حکومت کو علم ہے کہ شمالی ہندوستان کے متعدد شہروں میں ہریجن تحریک کے پردہ میں پولیٹیکل تحریک کے لئے روپیہ جمع کیا جا رہا ہے۔ نائب وزیر ہند نے جواباً کہا۔ کہ حکومت کو ان باغیانہ سرگرمیوں کا علم ہے اور وہ ان کے انسداد سے غافل نہیں۔ مقامی گورنمنٹیں مناسب کارروائی کر رہی ہیں۔

سیلاب کے متعلق لکھنؤ سے ایک تازہ اطلاع مظہر ہے کہ نواح گورکھپور سیلاب کی تباہ کاریوں سے برباد ہو گیا ہے کئی گاؤں بالکل اجڑ گئے ہیں۔ تیس تیس میل تک پانی ہی پانی نظر آ رہا ہے۔ پانی کے کسی طرف نکلنے کے لئے کوئی رستہ نہیں کانگڑہ ڈسٹرکٹ میں بھی اس قدر بارش ہوئی ہے کہ دریائے چکی کا پل ٹوٹ گیا ہے اور پٹھانکوٹ کانگڑہ روڈ پر ٹریفک بالکل بند ہو گئی ہے۔ اسی طرح دریائے ستلج میں طغیانی کی وجہ سے ضلع جالندھر کے کئی گاؤں تباہ ہو گئے ہیں۔

سی۔پی کونسل میں ۲۵ جولائی کو ایک ریزولیوشن پیش ہوا۔ کہ سیاسی قیدیوں کو رہا کر دیا جائے۔ لیکن ہوم ممبر نے کہا کہ صوبہ بھر میں ایسے قیدیوں کی تعداد صرف آٹھ ہے اور ان کی رہائی کے سوال پر غور کیا جائیگا۔ اس پر ریزولیوشن واپس لے لیا گیا۔

عالمگیر اقتصادی کانفرنس میں چاندی کے متعلق ایک بین الاقوامی معاہدہ ہوا ہے۔ جس میں وہ تمام ممالک جن کے پاس چاندی کا سٹاک ہے۔ یا استعمال کرتے ہیں۔ یا کانیں رکھتے ہیں۔ شامل ہیں۔ اس کے رو سے چاندی کی فروخت پر چار سال کے لئے پابندیاں عائد کر دی گئی ہیں۔ چنانچہ یکم جنوری ۳۴ء سے ہندوستان ساڑھے تین کروڑ اونس سالانہ سے زیادہ چاندی فروخت نہیں کر سکتا۔ لیکن قرضہ جنگ کی ادائیگی میں جو چاندی امریکہ بھیجی جائے۔ وہ اس سے مستثنیٰ ہوگی۔

اقتصادی کانفرنس کے مالی کمیشن کا آخری کھلا اجلاس ۲۵ جولائی کو منعقد ہوا۔ جس میں متعدد سب کمیٹیوں کی رپورٹوں پر غور کرنے کے بعد اجلاس ختم کر دیا گیا۔ اغلب خیال ہے۔ کہ امریکن ڈیلیگیٹ کھلے اجلاس میں یہ تجویز کریں گے کہ کانفرنس کا آخری اجلاس جو ۲۷ جولائی کو منعقد ہونے والا ہے تین ماہ کے لئے ملتوی کر دیا جائے۔

گورنر بنگال مشرقی بنگال کا دورہ کرنے کے بعد ۲۶ جولائی کو واپس کلکتہ آ رہے تھے۔ کہ کلکتہ سے ۱۲۵ میل کے فاصلے پر انجن کے نیچے آ کر ایک بم پھٹا۔ مگر کسی قسم کا نقصان نہیں ہوا۔ خیال کیا جاتا ہے کہ گاڑی کو اڑانے کے لئے یہ بم لائن پر رکھا گیا تھا۔ حکومت نے اس واقعہ کو اہمیت نہیں دی۔

شیخ تاج محمد صاحب کنٹرولر آف اکاؤنٹس پشاور جو کچھ عرصہ سے معطل تھے۔ اور جن کی معطلی کے خلاف تمام اسلامی پریس آواز بلند کر چکا ہے۔ برخاست کر دیے گئے ہیں۔ آپ کی سروس ۲۵ سال کی تھی اور بائیس سو روپیہ تنخواہ پاتے تھے۔

لاہور کے دو آبہ ہندو ہوٹل واقعہ نولکھا بازار میں ایک شخص نے ایک کمرہ ۲۰ جولائی کو کرایہ پر لیا۔ اور اگلے روز اسے مقفل کر کے چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد کمرہ سے بدبو آنا شروع ہوئی۔ پولیس نے آ کر کھولا۔ تو اس میں ایک ٹرنک پایا جس میں سے ایک بڑھیا عورت کی نعش برآمد ہوئی۔

فری پریس کا بیان ہے کہ گاندھی جی نے گورنر بمبئی کو ایک طویل خط لکھا ہے۔ اور بذریعہ تار اس کا جواب طلب کیا ہے اس مضمون کا علم نہیں ہو سکا۔ خیال ہے کہ یہ سابرمتی آشرم کی جائیداد کو ٹھکانے لگانے کے متعلق ہے۔

سکندر آباد سے ۲۴ جولائی کی خبر ہے کہ ضلع ورنگل (مملکت نظام) میں ایک نیا شہر برآمد ہوا ہے۔ جو کسی زمانہ میں قدیم راجگان کا دارالحکومت تھا۔ نیز ایک قلعہ اور ہزار ستون والے مشہور مندر کے آثار بھی برآمد ہوئے ہیں۔

چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے ۲۴ جولائی کو سلیکٹ کمیٹی کے اجلاس میں دریافت کیا کہ وائٹ پیپر میں جو طریق انتخاب تجویز کیا گیا ہے۔ کیا اس سے مسلمانوں کو ۱/۳ نشستیں ملنا یقینی ہوگا۔ وزیر ہند نے کہا کہ ہم نے اس سوال پر گہرا غور کیا ہے۔ اس سے مسلمانوں کو ۱/۳ نمائندگی نہیں ملتی۔ لیکن اس نقص کو دور کرنے کے لئے یہ تجویز ہے۔ کہ جن صوبوں کی (بنگال و پنجاب) کونسل آف سٹیٹ میں ۵ سے زیادہ نشستیں ہونگی۔ ان کی پراونشل کونسلوں کے ممبر اپر ہوس کے ایک ایک ممبر کا انتخاب کیا کرینگے۔ باقی نشستیں وائٹ پیپر میں تجویز کردہ طریق سے پر ہونگی۔ چوہدری صاحب نے ریاستی نمائندوں میں مسلمانوں کی نیابت کے متعلق دریافت کیا

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا یا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر:۔ غلام نبی